ان من البیان لسحرا
دیوان ذوق
در مطبع احمدی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد کا سا بن گیا گویا قلم میرا

صراطِ عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
دمِ شمشیرِ قاتل سیں ہی خون جاتا ہی ہمدم میرا

ہوا ہے سینہ یکسر خار زارِ دشتِ غم میرا
کرایا پچون آغشتہ ہو کر لب پہ دم میرا

وہ ہوں میں گیسوی پرپیچ محیطِ اعظمِ وحشت
کہی گھیری ہوئی زلفوں میں کو پیچ و خم میرا

نشان بی رو اجی گر دکھائی زورِ مستی کا
جہانکسی دیدۂ صورت بکھی نقشِ قدم میرا

وہ ہوں میں یہ نورِ شوقِ مہر سا تہہ جاتا
برنگِ سایہ ہر جا ہوا نقشِ قدم میرا

تھو بی وقر ترک سجدہ ابلیس سے آدم
عشق کی سرکشی سی ذوق کب تھا ہو کم میرا

شوق نظارہ ہی جلبسی اوس رخ پر نور کا
ہی میرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا

آہ ہی ستم کیا پوچھتا ہی حال اس رنجور کا
دل نہ اٹکائی کہین اپنی مقدور کا

مطلب جاتا ہی سرود نالۂ پر شور کا
خون دل پیتا ہی یہہ کھاتا ہی سپند دور کا

آہ ہی ظلمت مین بھی دخل کب ہی نور کا
مہر یک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا

تیری کوچہ مین تن لاغر تیرے رنجور کا
ایک غبار ناتوان ہی کاروان مور کا

باتون مین مضمون جو ہی شور بختی کا کوئی
شور بین شعر مین عالم زمین شور کا

مین وہ ہون نخچیر جسکو دیکھتا ہی وقت ذبح
دیدۂ حسرت سی حلقہ جوہر ساطور کا

مین نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
بال بھی باندھی جو مسّی پر تو زلف حور کا

دل کا یہہ حال ہی غم سی تیری ای مست ناز
جیسی مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا

نقشہ دل وہ ہون کہ میری داغ سوزان کی لئی
گرمی مرہم سی اوڑ جائی اثر کافور کا

گر تیری فریادیون کی نامۂ بیداد کو
لب پہ رکھکر پھونکئی پیدا ہو نالہ صور کا

حق تو یون ہی یہہ امانت عجب غبار ہی
قصہ پہنچایا زبان دار پہ منصور کا

عشق کی مکتب مین ہو فرہاد سی تیر ذہن
تین دن جائی اگر تعویذ میرے گور کا

زخم میرا ہی وہ ایذا دوست خون رونی لگی
موہنہ سی گر جراح کی سن پائی نام انگور کا

جہانکتی تہی وہ ہمین جس روزن دیوار سی
وای قسمت ہوا وسی روزن مین گہر زنبور کا

دفن ہی جسجا پہ کشتہ سرو قمری کا تیری
بیشتر ہوتا ہی پیدا واہان شجر کافور کا

تو ہو بعد از مرگ بہی گر ای محبت دستگیر
استخوان سی ہو میری دستہ تیری ساطور کا

عشق نی ڈالی تہی جب قصر محبت کی بنا
لکہہ دیا تہا کوہکن سی بہی نام مزدور کا

بل بہی وحشت اپنا کٹ بہی شاخ آہو کی طرح
پیچ کہاتا ہی دہوان میری جسم رنجور کا

دیکہنا زہراب پیکان محبت کا اثر
چشم افعی بنگیا روزن ہر ایک ناسور کا

کہینچی مانی اوس پری کی کیونکہ تصویر کہنک
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روی حور کا

تیری قامت سی جو ہو برپا قیامت سرو کی
کام لی منقار سی قمری یاد قمری صور کا

ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جسکی خاک مین
ہی دُر تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

لکہی اوسی خط مین کہ ستم اوٹہہ نہین سکتا
پر ضعف سی ہاتہون مین قلم اوٹہہ نہین سکتا

بیمار تیرا صورت تصویر نہالی
کیا اوٹہی بستر غم اوٹہہ نہین سکتا

آتی ہی صدای جرس ناقہ لیلی
صد حیف کہ مجنون کا قدم اوٹہہ نہین سکتا

جون دانہ روئیدہ تہ خاک ہمارا
سر زیر گران بار الم اوٹہہ نہین سکتا

ہر داغ معاصی میرا اس دامن تر سے / جوں حرف سر کاغذ نم اٹھ نہیں سکتا

اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندۂ احسان / سر میرا تیری سر کی قسم اٹھ نہیں سکتا

پردہ در کعبہ سے اٹھانا تو ہے آسان / پر پردۂ رخسار صنم اٹھ نہیں سکتا

کیوں اتنا گراں بار ہے جو رخت سفر ہے / اے راہرو ملک عدم اٹھ نہیں سکتا

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق

کچھ فائدہ بے دست کرم اٹھ نہیں سکتا

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا / پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا

واہ کیا مرہم زخم دل بیتاب بنا / آب سے نشتر تیزی کی تیزاب بنا

نہ بچی اشک کی دریا سے مری کشتی دل / گرچہ دی شعلۂ جوالہ کو گرداب بنا

دل بیتاب کو ہم سینہ میں ٹھہرا نہ سکے / شعلہ خود دیکھتے ہی تجھ کو وہ سیماب بنا

پوچھیں گر مجھ سے مے عیش ہوئی کیسے تلخ / کہوں جس دن سے فلک کا ستم زہراب بنا

چشم مخمور کا ہوں کس کی میں کشتہ یارب / کہ مری خاک سے بھی جام مے ناب بنا

تیرہ روزی کی مری مہر جہانتاب کا نور / دیا جس وقت اڑا کرمک شب تاب بنا

آہ بچتا ہوں کیوں اس سے کیا میں نے گنہ / کیا ابھرتا ہوں اس طرح سے بیتاب بنا

سرمۂ چشم عزیزاں نہ بنا میں افسوس / کیا بنا خاک غبار دل احباب بنا

ایت سجدہ ہی حق مین میری ہر جوہر تیغ | ہی خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا
خال عارض ترا ہندو ہی بلا ہی کافر | تیرہ بختون کی پی ذبح تو قصاب بنا
تو اگر آپ کو دیکھی تو میرے آنکھ سی دیکھ | اپنا آئینہ میرا دیدۂ پر آب بنا
آہ کی ساتھ جو نکلا شرر آتش دل | چرخ پر جا کی وہ خورشید جہانتاب بنا

جب کیا عشق کی دریا نی تلاطم ای ذوق
تو کہین موج بنا اور کہین گرداب بنا

ناتمام

اوسی ہمنی بہت ڈہونڈا نہ پایا | اگر پایا تو کہوج اپنا نہ پایا
جس انسان کو سگ دنیا نہ پایا | فرشتہ اوسکا ہمپایا نہ پایا
مقدر ہی پہ گر سود و زیان ہے | تو ہمنی یہان نہ کچہہ کہویا نہ پایا
لحد مین بہی تیری مضطر ارام | خدا جانے کہ پایا یا نہ پایا
سراغ عمر رفتہ ہو تو کیونکر | کہین جسکا نشان پا نہ پایا
رہ گم گشتگی مین ہمنی اپنا | غبار راہ بہی عنقا نہ پایا
رہا ٹیڑہا مثال نیش کژدم | کبہی کج فہم کو سیدہا نہ پایا
تہ خنجر تیری بسمل ای ہی | ذرا تا بو تڑپنی کا نہ پایا

احاطہ سی فلک کی ہم تو کبکی
نکلجاتی مگر رستا نپایا

جہان دیکھا کسیکی ساتھ دیکھا
کبھی ہم نی تجھی تنہا نپایا

چراغ داغ لیکر دل مین ڈہونڈا
نشان پر صبر و طاقت کا نپایا

وہ از خود رفتہ ہون جسکی خودی کی
خدائی مین اگر ڈہونڈا نپایا

الٰہی کیا ہای زخم دل ہمارا
دہن پایا لب گویا نپایا

کبھی تو اور کبھی تیرا ہا غم
غرض خالی دل شیدا نپایا

سوا تیری خط مشکین کی کوئی
مجرب نسخہ سودا نپایا

وہ بولی دیکھکر تصویر یوسف
سنا جیسا اوسی ویسا نپایا

نہ مارا تو نی پورا ہاتھ قاتل
ستم مین بہی تجھی پورا نپایا

میری طالع کی وہ گردش ہی جسکی
فلک نی بہی قرار اصلا نپایا

نظیر اوسکا کہان عالم مین ای ذوق
کہین ایسا نہ پایگا نہ پایا

ناصحو ہستی مین بالا تر ہمارا ہو گیا
جسطرح پانی کوئین کی تہ مین تارا ہو گیا

میری نالون سی جو پانی سنگ خارا ہو گیا
کوہ کی چشمون کا ہر قطرہ شرارا ہو گیا

ذکر دنیا نفس پر وہ گو ہوا آبحیات
مرگیا پہر سیماب پہر زندہ دوبارا ہو گیا

دانت یون چمکی ہنسی مین رات اوس یار کی
بینی جانا ماہ تابان پارہ پارا ہوگیا

رشک سی اوس زلف کی کیا شک ہی یکسر ہی خون
بلکہ جلکر سوختہ عنبر ہی سارا ہوگیا

ایکدم بہی ہمکو جینا ہجر مین تھا ناگوار
پر امید وصل مین برسون گوارا ہوگیا

ہی مقام زندگی زیر دم شمشیر مرگ
ہوگیا جسطرح کوئی دم گذارا ہوگیا

دل پہ زخمون کی ترقی سی ہوئی اور ایک بہار
آگی تہا صد برگ پہہ گل اب ہزارا ہوگیا

ظلمت عصیان سی کیا ہی ہنگیا شب روز حشر
آفتاب ایک نیزہ پر دُم دار تارا ہوگیا

دی شہادت تشنہ کی سرخی سی چشم یار نی
خون رہا اپنا نہ پنہان آشکارا ہوگیا

ذوق اس بحر جہان مین کشتی عمر روان
جس جگہہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہوگیا

مین ہجر مین مرنیکی قرین ہو ہی چکا تہا
تم وقت پر آپہنچی نہین ہو ہی چکا تہا

اب جان پہ آفت ہی جو آئی ہو دوبارا
یکبار تو غارت دل و دین ہو ہی چکا تہا

برہم اوسی کیون تونی کیا چہیڑ کی پہر زلف
ای دل وہ ابہی چین بجبین ہو ہی چکا تہا

ہوتا جو نہ پیوند زمین تیری گلی مین
آسودہ یہہ دل زیر زمین ہو ہی چکا تہا

آنی سی پہری پہر گئی آپ وگرنہ
جانیکا ارادہ تو کہین ہو ہی چکا تہا

جو خط قضا مین لکہا اوسنی وہ اس لکہنی سی پہلی
مکتوب سر لوح جبین ہو ہی چکا تہا

بی بدرقۂ مرگ توقف رہا ورنہ — عزمِ سفرِ جانِ حزین ہو ہی چکا تھا

کیا ہوتا جو سمجہاتی اوسی جا کی بہیری دوست — دشمن کا سخن ذہن نشین ہو ہی چکا تہا

کیا دیکھتی ہم یوسفِ کنعان کو کہ اپنا — منظورِ نظر ایک حسین ہو ہی چکا تھا

کیا گرمِ تپش ہوتا تڑپ کر تری آگی — مین سر دتہ خنجرِ کین ہو ہی چکا تھا

جو کچھہ کہ ہوا ہم سی وہ کس طرح نہوتا — حکمِ ازلی ذوق یہین ہو ہی چکا تھا

ہم ہون اور سایہ تری کوچی کی دیوارونکا — کام جنت مین ہی کیا ہمسی گنہگارون کا

محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارون کا — دیجی ایک جام تو ہی یارا ہی یارون کا

اتنا تو سوزِ فغان ہو کہ چمن مین بلبل — خرمنِ گل کی جگہہ ڈہیر ہوا نگارون کا

چشمِ خوبان پہ بیٹھہ رہا جان بچا کر عیسی — ہو سکا جب نہ مداوا تری بیمارون کا

ہون رگین حلقِ بریدہ کی ہماری خونبار — گر تماشا تجھی منظور ہو فوارون کا

ہین کماندار تری تیرِ مژہ تشنۂ خون — مونہہ کہلا رہتا ہی اسواسطی سوفارونکا

کیون نہ ہر تار مین سو دل ہون گرفتار کہ زلف — جیلخانہ ہی محبت کی گرفتارون کا

دینگی جان بوسۂ لعلِ نمکین پر ہم بہی — جان نثاری ہی اگر شیوہ نمکخوارون کا

بی سیاہی نہ چلا کام قلم کا ہی ذوق

رو سیاہی سر و سامان ہی سیہ کاروں کا

نالہ میں شور سی کیون میرا دہائی دیتا
اہلک گر تجھی او ضحا نہ سنائی دیتا

دیکھہ چہرونکو ہی اہد برائی دیتا
آسمان آنکھہ کی تل میں سے دکھائی دیتا

لاکھہ دیتا فلک آزار گوارا تھے مگر
ایک تیرا نہ مجھی درد جدائی دیتا

پنجۂ مہر کو خون شفقی میں سر رو
غوطہ کیا کیا ہی تیرا دست حنائی دیتا

روش شک گرا دیگی نظر سے ایکدن
ہی ان آنکھون سی یہی مجھکو سجھائی دیتا

میں وہ ہون صید کہ پھر دام میں پھنستا جاکر
گر قفس سی مجھی صیاد رہائی دیتا

کون گھر آئینہ کی جاتا اگر وہ گھر میں
خاکساری سی نہ جاروب صفائی دیتا

خوگر ناز ہون کسکا کہ مجھی ساغر می
بوسۂ لب نہیں لی چشم نمائی دیتا

موہنہ سی بس کرتی نہ ہرگز یہہ خدا کی بندی
گر حسینون کو خدا ساری خدائی دیتا

دیکھہ کر دیکھنا ہی ذوق کہ وہ پردہ نشین
دیدۂ روزن دل سی ہی دکھائی دیتا

ہو تو عاشق سو نجکیہ اوس دشمن ایمان کا
دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہی شیطان کا

جھوٹ ہی باتون کلام اوس ہزل ابیاسکا
پہنکر جامہ ہی وہ آئی اگر قرآن کا

تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید
تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا

جو دل پر آرزو سی نکلا نالہ عشق مین ایک پتلا تہا سراپا حسرت و حرمان کا

بنگیا جوش محبت سی ہماری سینہ مین ماہی دریای خون جوہر تیری پیکان کا

جو فرشتہ کر نہ سکتی ہین کر سکتا ہی انسان بہی پر فرشتون سی نہو جو کام ہی انسان کا

ہیہ تپ غم کی ہی شدت اس تیری بیمار کو یوم راحت بہی سمجہتی ہین اسکی دن ہجران کا

ای اجل تکلیف مت کر کیا کریگی آنکر ہو چکا پہلی ہی مین کشتہ کسیکی آن کا

ہو بکی آلودہ دامن پاکدامن کسطرح ای زلیخا چہوڑ دامن یوسف کنعان کا

نفس کی مقدور کو قدرت ہو گر تہوڑی بہی دیکہہ پہر سامان ہین فرعون کی سامان کا

دیکہنا ای ذوق ہونگی آج پہر لاکہون کی خون
پہر جمایا اوسنی لعل لب پہ لاکہا پان کا

کسی بیکس کو ای بیداد گر مارا تو کیا مارا جو آپہی مر رہا ہو اوسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپکو جو خاک ہو اکسیر بن جاتا اگر پارہ کو ای اکسیر گر مارا تو کیا مارا

بڑی موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

خطا تو دل کی تہی قابل بہت سی مار کہانیکی تیری زلفون کی مشکین باندہکر مارا تو کیا مارا

نہین وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دیدیکر جو اوسنی ہاتہہ میری ہاتہہ پر مارا تو کیا مارا

تفنگ و تیر تو ظاہر نہ تہا کچہہ پاس قاتل کی الہی پہر جو دل پر تاک کر مارا تو کیا مارا

ہنسی کے ساتھہ یہان رونا ہی مثل قلقل مینا
کسی نی قہقہہ ای بیخبر مارا تو کیا مارا

سر چلی آتنو ہمیشہ ہین برنگ لعل غرق خون
جو غوطہ آب مین تو نی گہر مارا تو کیا مارا

جگر دل دونون پہلو مین ہین زخمی اوسکی پیکان کا
ایدہر مارا تو کیا مارا اودہر مارا تو کیا مارا

دل سنگین خسرو پر بہی ایسی کوہکن پہنچا
اگر تیشہ سر کہسار پر مارا تو کیا مارا

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کی نکرنے مین
اگر لاکہون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

دل بدخواہ مین تہا مارنا یا چشم بدبین مین
فلک پر ذوق تیر آہ گر مارا تو کیا مارا

ہنگامہ گرم ہستی ناپایدار کا
چشمک ہی برق کی کہ تبسم شرار کا

ہین جو شہید ہون لب خندان یار کا
کیا کیا چراغ ہنستا ہی سر پہ مزار کا

ہو راز دل نہ یار سی پوشیدہ یار کا
پردہ جو درمیان ہو دل کی غبار کا

ہو پاکدامنون کو خلش گر سے کیا خطر
کہٹکا ہین نگاہ کو مژگان کی خار کا

پوچہی ہی کیا حلاوت تلخابۂ سرشک
شربت ہی ہائی خلد برین کے انار کا

پہنچی گا تیر ہی پاس کبوتر سی پیشتر
مکتوب شوق اوڑ کی تری بیقرار کا

ہی چین وصل مین بہی میری تجہہ سوی دور
لپکا جو پڑ گیا ہی مجھی انتظار کا

ہی دل کی داو گہات مین مژگان سی چشم یار
کرتی ہی قصد ٹٹی کی اوجہل شکار کا

بجھنی کے دل کی آگ نہیں زیر خاک بھی | ہوگا درخت گور پہ میرے چنار کا
اوس روی تابناک پہ ہر قطرۂ عرق | گویا کہ ایک ستارہ ہی صبح بہار کا
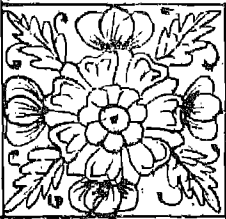
اے ذوق گر ہیں ہوش تو دنیا سے دور بہاگ
اس میکدہ میں کام نہیں ہوشیار کا
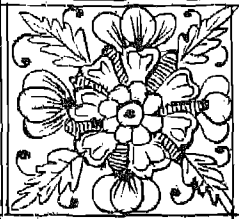
جدا ہی خون سی دل پایمال سے کیسا | چلا ہی دیکھو وہ دامن سنبھال کی کیسا
بغل سے لیگئی دل کو نکال کر وہ صبح | جو مانگا تو کہا انکھیں نکال کے کیسا
نہیں ہی جوگی اگر چشم یار گرد اوسکی | ہجوم کرتی ہیں مژگان کی بالکی کیسا
سواد خال کی دیکھو تو زیر ابروے یار | ستارہ نکلا ہی نیچی ہلال کی کیسا
ہماری نعش پہ ہنگامہ کیون ہی اے قاتل | اوٹھا ہی قصہ یہ بعد انفصال کی کیسا
شب فراق میں اوس مہ جبین کے انجم چرخ | مجھی ڈراتی ہیں انکھیں نکالکی کیسا
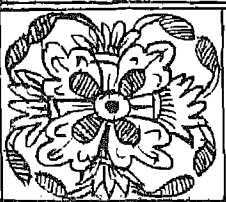
ہزار دم ہیں اوسی یاد تو نی دیکھا ذوق
گیا وہ غیر کی گھر تجھکو ٹال کے کیسا
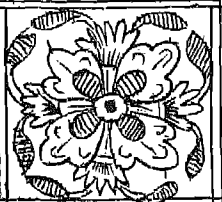
میں کہان سنگ در یار سی ٹل جاونگا | کیا وہ پتھر ہی پھسلنا کہ پھسل جاونگا
نالہ کہتا ہی کہ تا چرخ زحل جاونگا | بلکہ میں توڑکی اوسکو بھی نکل جاونگا
دل یہ کہتا ہی کہ تو ساتھ ہی لیچل مجھکو | ورنہ میں جا کی وہان دیکھ مچل جاونگا

مدرسہ مین بھی اگر جاؤنگا تو جا ہی کتاب
شیشۂ بادہ لیے زیر بغل جاؤنگا

کوچۂ یار مین جاؤنگا تو مثل خورشید
پاس آداب سے مین سر کے بل جاؤنگا

دل کہے ہے کہ مجھے روزن سینہ سے نکال
ورنہ خون ہوکے مین آنکھون سے نکل جاؤنگا

سرد مہرون سے فلک ڈال نہ پالا کہ مین آگ
نخل سرمازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا

آنکھ سے اشک صفت مجھکو گرا کر نہ سنبھال
مین نہین وہ کہ سنبھالے سے سنبھل جاؤنگا

قیس و فرہاد کو بتلاؤنگا کچھ عشق کے راز
ابکی مین کو طرف دشت و جبل جاؤنگا

گر پڑا آگ مین پروانہ دم گرمی شوق
سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤنگا

ہون وہ مشتاق شہادت کہ تیرے ہاتھ سے مین
پاے کوبان تہ شمشیر اجل جاؤنگا

جنبش برگ صفت باغ جہان مین اے ذوق
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤنگا

اس سے تو اور آگ وہ بید زرد ہو گیا
اب آہ آتشین سے بھی دل سرد ہو گیا

سینہ مین بوالہوس کی بھی تھا آبلہ مگر
نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا

سو بار مرکے عاشق جان باختہ تیرا
ڈرنیکو پھر کہا روش مرد ہو گیا

مجنون دشت گرد تھا مانند گردباد
جب خاک اوڑائی ہمنے تو وہ گرد ہو گیا

اوس صید تیر خوردہ کو تونے کیا نہ ذبح
آخر تڑپ تڑپ کے یونہین سرد ہو گیا

دہان رخ شگفتگی سے رخ زرد ہوگیا | یہاں غنچہ روی زرد گل زرد ہوگیا

پیر مغان کی پاس وہ دارو ہی جس سی ذوق
نامرد مرد مرد جو امرد ہوگیا

پانی طبیب دی ہی ہمین کیا اچھا ہوا | ہی دل ہی زندگی سی ہمارا اچھا ہوا
کبھی ہی آفتاب قیامت جبھی تو وہ | نکلا چراغ داغ دل اپنا بجھا ہوا
چشم غضب سی نیم نگہ میری واسطی | اک تیر ہی زہر مین گویا بجھا ہوا
پھر دل مین آہ سرد ہوئی میرے | لو پھر بھڑک اوٹھا یہ فتیلا بجھا ہوا
پہلی نشانہ کرتا وہ بندوق کا مجھی | پر تھا میری نصیب سی توڑا بجھا ہوا
جلکر اگر بجھا ہی دل سوختہ میرا | تو پھر جلیگا جیسی کہ کوئلا بجھا ہوا

ہم آپ جل بجھی مگر اس دل کی آگ کو
سینہ مین ہمنی ذوق نہ پایا بجھا ہوا

جدا ہون یار سی ہم اور نہ ہون رقیب جدا | ہی اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
تیری گلی سی نکلتے ہے اپنا دم نکلا | رہی ہی کیونکہ گلستان سی عندلیب جدا
دکھا دی جلوہ جو مسجد مین وہ بت کافر | تو چیخ اوٹھی موذن جدا خطیب جدا
جدا نہ درد جدائی ہو گر میری اعضا | حروف درد کی صورت ہون اے طبیب جدا

ہی اور علم و ادب مکتب محبت مین کہ ہی وہانکا معلم جدا ادیب جدا

ہجوم اشک کی ہمراہ کیون نہو نالہ کہ فوج سی نہین رہتا کبھی نقیب جدا

فراق جلوہ گندم ہی سینہ چاک تنک الہی ہو نہ وطن سی کوئی غریب جدا

کیا حبیب کو مجھسی جدا افلاک نے مگر نکر سکا میری دل سی غم حبیب جدا
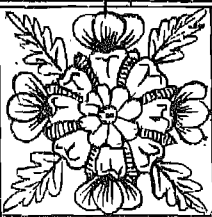
کرین جدائی کا کس کسکی رنج ہم ای ذوق
کہ ہونیوالی ہین ہم سب سی عنقریب جدا
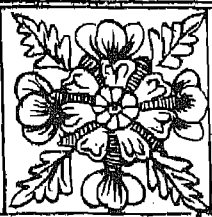
سنگ پردہ ہی مین اوس بت کو حیائی رکھا ورنہ یہان کیا ہی تھا خدائی رکھا

رہا پامال رہ عشق کی تربت کا نشان اوسپہ تعویذ جو نقش کف پائی رکھا

تلخکامی کا رہا بعد فنا ہی یہہ اثر استخوان کو میری ہونہہ پرنہ ہمائی رکھا

آشیان باغ مین ڈہونڈا جو قفس سی جاکر ایک تنکا ہی نہ تہا باد صبائی رکھا

دل جو دیوانہ تہا میرا تو پہر کیون اوسکو پابزنجیر تری زلف دوتائی رکھا

آنکہین دیدار طلب گور سی آتی ہین نکل دستہ نرگس کا یہین میری سرہانی رکھا

پی ناواقف رہ پہلی ہی رہبر موجود گور سی آگی قدم دیکہہ عصائی رکھا

ناتوان ہین تن زار میرا دیکہہ سکا خوب دہوکی مین اوسی تار قبائی رکھا

نہ کہی خوبی و زشتی سے غرض آئینہ وار گہر مین مہمان جسی اہل صفائی رکھا

کیا تماشا ہی کہ دیوانہ بنا کر اپنا
نام مجنون میرا اوس نے عشق بانی رکھا

شربت مرگ سی محروم نہ رہتا کبھی خضر
لیک ناکام اوسی آب بقا نی رکھا

گیا مرکی بہی اوسی مصحف رخسار کا شوق
کہ رہا گور پہ قرآن سرہانی رکھا
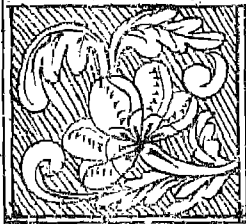
بی نشان پہلی فناسی ہو جو ہو جھکو ثبات
ورنہ ہی کسکا نشان فوق فنانی رکھا

فتنہ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑہا
سر پہ شیطان کی ایک اور بہی شیطان چڑہا

عشق کی ڈہب پہ نہ کوئی بجز انسان چڑہا
اسکی قابو پہ چڑہا تو بہی نادان چڑہا

چڑہ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا
دیکہنی فلک پہ ہم خاک بیابان چڑہا

مینی جب دیکہا مہ نو تو اوس ابرو کا خیال
لیکی خنجر سر پہ چہاتی پہ وہین آن چڑہا

دیکہیی ملت و دین کتنی کریگا برباد
ناوکی گہوڑی پہ وہ دشمن ایمان چڑہا

مصحف رخ پہ تری رنگ سنہرا اترا
واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑہا

جب لڑی تجھہ سی کوئی میری دلکی سوا
فوج مژگان کی نہ موہنہ پہ سر میدان چڑہا

مارنی تانکی ابروسی لگا تیر نگاہ
چلہ جلد اپنی کمان پر تیری قربان چڑہا

دیکہو قسمت کا لکہا اوسنی پڑہا خط سو بار
دہیان پہ میرا نہ مضمون کبھی عنوان چڑہا

غمزہ و ناز کو دی سونپ متاع دل و جان
چور تہا پہ نظر اپنی پہ نگہبان چڑہا

اشک آئی ہین مژگان پہ کہ یارون نی ہجر ۔ پانی سو نیزہ دیا باندہ کی طوفان چڑہا

حضرت عشق کی درگاہ مین اگر ای ذوق
دل و دین دیتی ہین سب گبر و مسلمان چڑہا

پہنچہ جب مقتل وہ بانکا جوان لینی لگا ۔ موت کی جی مین مزی یہہ ہیجان لینی لگا

تیر چٹکی مین لیا اوسنی پی جان عدو ۔ رشک میری دل مین کیا کیا چٹکیان لینی لگا

نام میرا لیکی مجنون کو جبہا سے آگئے ۔ بید مجنون دیکہکر انگڑائیان سی لینی لگا

مجہکو ہر شب ہجر کی ہونی لگی جون روز حشر ۔ مجہسی یہہ کیدن کی بدلی آسمان لینی لگا

ہی جو غنچون کا چٹکنا انگلیون کی سی چٹک ۔ یہہ بلائین کسکی باغ ای باغبان لینی لگا

جسنی کی اس میکدہ مین بیعت دست سبو ۔ وہ قدم تیری لب ای پیر مغان لینی لگا

لیکی آئینہ جو دیکہی حسن کی اپنی بہار ۔ اپنی بوسہ آپ وہ غنچہ دہان سی لینی لگا

تیر جو کرنی لگا عشاق پہ تیغ نگاہ ۔ چشم کی گردش سی وہ کار سنان لینی لگا

حسن سی ہی تا دل آہن بہی گرم اختلاط ۔ شمع کی گلگیر جو منہہ مین زبان لینی لگا

موت اوسکو یاد کرتی ہی خدا جانی کہ گور ۔ یون تیرا بیمار غم جو ہچکیان سی لینی لگا

رات کو ای ذوق اوسکی نوک مژگان کا خیال
تن پہ ہر مو سی میری کار سنان لینی لگا

پہنچا اب تیغ قاتل تا بسر اچہا ہوا
ای دل مجروح لی تو غسل کر اچہا ہوا

ایکدن بالکل نہ بین ای چارہ گر اچہا ہوا
داغ ادہر تازہ ہوا گر زخم اودہر اچہا ہوا

ہو زیادہ آب خنجر کی سے الہی آبرو
آج مدت مین ہمارا حلق تر اچہا ہوا

آرہیگا دشت مین لیلی تیری ناقہ کی کام
ہو گیا مجنون جو کانٹا سو کہکر اچہا ہوا

روز کہتا تہا مرا مجہکو چکہادے عشق کا
پہر دیا یون اوسنی دلکو چیر کر اچہا ہوا

سنکی مجنون نی میری شور جنون کو یہہ کہا
واقعی مجہسی ہی ہے یہہ شوریدہ سر اچہا ہوا

بندہ گیا اوس مو کمر کا جبکہ مضمون کمر
ہو گئی مضمون مین دقت شعر پر اچہا ہوا

مجہکو صدقہ کر اگر ہی بدمزا تیرا مزاج
یہہ ادہر صدقہ دیا تو نی اودہر اچہا ہوا

ہاتہہ تو ہلکا پڑا تہا یار کی شمشیر کا
زخم پر قسمت سی میری کارگر اچہا ہوا

کہچگیا میری طرف سی اور اوس کافر کا دل
واہ وا جذب محبت کا اثر اچہا ہوا

قتل کرتا ہی ترا بسمل سی یہہ کہنا کہ لو
ابتو ذہن مین بہی ہوا لو ہو سی تر اچہا ہوا

نامہ بر جاتا ہی جا جلدی چلی جان حزین
دیر مت کر ساتہہ تیری ہمسفر اچہا ہوا

آئینہ خانہ مین عالم کی سمجہہ لے یہہ مثال
تا نجہی مانین کہ یہہ صاحب نظر اچہا ہوا

ہی برا تو ہی اگر آیا نظر تجہکو برا
تو ہی اچہا ہی تجہی معلوم گر اچہا ہوا

پہر کہا تو یہہ کہا سو یہہ پہر کر اچہا ہوا

خلاف وعدہ سی مین تیری گل تو جان بلب آیا
نہ آیا آج بہی گر تو توہی ظالم غضب آیا

چمن کہتی ہین پہر موسم عیش و طرب آیا
بہارین خوب لوٹینگی اگر وہ غنچہ لب آیا

عبث جان منتظر ہو تو نہ بہی وہ شوخ کب آیا
اگر چہلم کو بہی آیا تو ہم جانینگی اب آیا

نوید آئی تشنہ کامی بار ہی آب خنجر قاتل
گلو تک پہیری اور زخم گلو کی تا بلب آیا

تامل کچہ ذوق تپیدن دیکہی کیا ہو
کہ اب تک ذبح کر سکتا نہین قاتل کو ڈہب آیا

وہ مست ناز لیکر مجہسی پہیری شیشۂ دل کو
ہوا خوش اسقدر گویا نہ اوسکی حلب آیا

نوشتہ سی ہوا ایک حرف بہی ہرگز نہ بیش و کم
جو پیشانی مین تہا لکہا ہوا وہ پیش سب آیا

برنگ غنچہ جو بین دل ہنسی کیا اس گلستان مین
پہر آیا منہہ مین خون گر یک تبسم زیر لب آیا

وہ آئین پا نہ آئین مین نہین رنجیدہ دل اونسی
مگر یہہ رنج ہی کیون رنج اونسی بی سبب آیا

لگائی زلف کو شانہ نی جو انگلی بیچارا دل
یہہ گستاخی بہلا رہ تو سہی او بی ادب آیا

تیری ہی ڈر سی نہ آیا پاس کوئی ہچکیون کی
مگر رونا کبہی جو تیری سی بعد از نیم شب آیا

مین اپنی ذوق کی قربان کہ ستی مین مجہی پاکر
بلایا کسنی اسکو یہہ جب آیا بی طلب آیا

ستم کی طالع مین ہی کیا کام ای گردون ستمگارا
چمکنا چاہئی کافی آتش غم کی شرارے کا

اوتارا تو نی تو سر تن سی اس شامت کی مارے کا — اری احسان مانون سر سی مین تنکا اوتارے کا

ستارے ہی چمککر موتی تمہارے گوشوارے کا — کہین ہمکو ملا یہہ نور صدقہ اس ستارے کا

جسی کہتی ہین بحر عشق اوسکی دو کنارے ہین — ازل نام ہی کنارے کا ابد نام اوس کنارے کا

ہی اکسیر اس کشتہ و خون سی مین تیغ لون ہرگز — میری مذہب مین خون کرنا ہی کشتہ کر بارے کا

نہ پکڑین ہم الیاس گرداب بلا مین ہم — کہ بدتر ڈوبکر مرنیسی ہی جینا سہارے کا

میری منزل مین ہی ہاں سریع السیر وہ مہوش — خواص اوسکا ہی گہر مین دشمنون کی قطب تارے کا

سر راہ فنا مین ہون مہیای سفر لیکن — برنگ شمع گان منتظر ہون اک اشارے کا

خریدار اوسکی رحمت جنس عصیان کی ہی گمی یہ — چھڑک کر بیچتا ہون نفع ہر سودا خسارے کا

ڈہلکتا ہی مثال دانہ تسبیح کیون منکا — کہ جب ہہر اسفر دنیا سی کیا کام استخارے کا

فقط تار نفس کا ذوق خط جادہ کافی ہے
پئی عمر روان کیا چاہیی رستا گذارے کا

نالہ ہی اونسی بیان درد جدائی کرتا — کام قاصد کا ہی یہہ تیر ہوائی کرتا

پنجہ شانہ کو دیتا ہی فلک کب ناخن — جانتا ہی کہ یہہ ہی عقدہ کشائی کرتا

دیکھتا اوس بت مغرور کا گر جاہ و جلال — کبھی فرعون نہ دعوی خدائی کرتا

خاک آئینہ سی ہی نام سکندر روشن — روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

نہیں گوش شنوا باغ جہان مین غافل — ورنہ ہر برگ ہی یہان نغمہ سرائی کرتا

بندہ آنکھیں کبھی جاتا ہی کدہر تو کہ تجھی — ہی ترا نقش قدم چشم نمائی کرتا

سوز دل کون بجہائی کہ نہیں چشم مین اشک — پر ہی کچھہ خون جگر کار روائی کرتا

بیٹھہ رہئی تو قفس ہی عجب آرام کی جا ہی — پر ہی بیچین ہمین شوق رہائی کرتا

ذوق اوس پانی نگارین کا جو ہی وصف نگار — اشک خونین سی ہی کاغذ کو حنائی کرتا

نہ کرتا ضبط مین نالہ تو پھر ایسا دہوان ہوتا — کہ نیچی آسمان کی ایک نیا اور آسمان ہوتا

ابہی کیا سرد قاتل پہ شہید تشنہ جان ہوتا — کوئی دم شمع مردہ مین بہی ہی باقی دہوان ہوتا

کبہی ہی مرغ دل ہی کاش مین پر زاغ کمان ہوتا — کہ تا شاخ کمان پر اوسکی میرا آشیان ہوتا

عزاداری مین ہی کسکی یہہ چرخ ماتمی جامہ — کہ جیب چاک کی صورت ہی خط کہکشان ہوتا

نہ ہوتی دل مین گر کاوش کسی کی نوک مژگانکی — تو کیون حق مین میرے سر ہوی تن مثل سنان ہوتا

نہ کہتا گر نہ کہتا مونہہ پہ دانہ یہہ مریض غم — مگر تیرا میسر بوسہ خال دہان ہوتا

جو روتا کہولکر جی تنگ آ ہی دہر مین عاشق — تو جو ہی کہکشان مین ہی فلک پر خون روان ہوتا

بگولا گر نہ ہوتا وادی وحشت مین ابہی مجنون — تو گنبد ہسی سرگشتون کی تربت پر کہان ہوتا

نہ ہی خنجر بن جگر کی خاک پر ہوتا اگر سبزہ — تو مژگان کی طرح سی اوسکی دایم خون چکان ہوتا

رکاوٹ دلکی اوس قاتل کی وقت ذبح ظاہر ہے | کہ خنجر جو میری گردن پہ رک رک کے رواں ہوتا

نکرتا ضبط میں گر یہ تو ای ذوق اک گھڑی بہر میں
کٹوری کیطرح گھڑیال کے غرق سماں ہوتا

آنکھیں میں میرے تلو دیتی وہ مل جای تو اچھا | ہی حسرت پابوس نکلجای تو اچھا
جو چشم کبھی نم ہو وہ ہو کور تو بہتر | جو دل کہ ہو بی داغ وہ جل جای تو اچھا
بیمار محبت نی لیا تیرے سنبھالا | لیکن وہ سنبھالی سی سنبھل جای تو اچھا
ہو تجھسی عیادت جو نہ بیمار کے سینے | لینی کو خبر اوسکی اجل جای تو اچھا
کھینچی دل انسان کو نہ وہ زلف سیہ فام | اژدر کوئی انسان کو نگل جای تو اچھا
ای گریہ نہ رکھ میری تن خشک کو غرقاب | لکڑی کیطرح پانی میں گل جای تو اچھا
تاثیر محبت عجب اک حب کا عمل ہے | لیکن یہہ عمل یار پہ چل جای تو اچھا
فرقت سی تیری تار نفس سینہ میں میرے | کانٹا سا کھٹکتا ہی نکل جای تو اچھا
ہاں کچھ تو ہو حاصل ثمر نخل محبت | یہہ سینہ پھپولوں سی جو پھل جای تو اچھا
دل گر کی نظر سی تری اوٹھنی کا نہیں پھر | یہہ گرنی سی پہلی ہی سنبھل جای تو اچھا
وہ صبح کو آئی تو کروں باتوں میں دیکھ | اور چاہوں کہ دن تھوڑا سا ڈھل جای تو اچھا
ڈھل جای جو دن بہی تو اوسیطرح کروں شام | اور پھر کہوں گر آج سی کل جای تو اچھا

جب گل ہو تو بیہودہ ہی کہون گل کی طرحسی | گر آج کا دن ہی یون ہی ٹل جائی تو اچہا
القصہ نہین چاہتا مین جائی وہ یہان سی | دل اوسکا یہین گرچہ بہل جائی تو اچہا

ہی قطع رہ عشق مین ای ذوق ادب شرط
جون شمع تو اب سرسی چل جائی تو اچہا
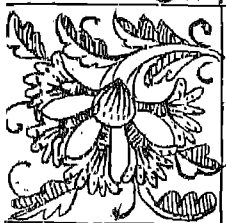
کبہی ہی خنجر قاتل سی بیہ گلو میرا | کبہی جو مجہسی کہی تو پیی لہو میرا
نہ پوچہا گردن جانان تنگ اور ٹوٹ کی ہای | پڑا گلی مین میری دست آرزو میرا
صدا ملایک تسبیح خوان کو آئی رشک | جو میکدہ مین سنین شور ہای وہو میرا
عجب نہین ہی میری شورش محبت سی | کہ تار شمع ہو ہر ایک تار مو میرا
بہ تنگ سینہ چشم پر آب سی سبب | گر آئنہ تنگ کیا پاس آبرو میرا
فلک کا رنگ جو تنک سیاہ ہی اسپر | پڑا تہا سایہ بخت سیہ کبہو میرا

ہمیشہ مین ہون اسی داو گہات مین ای ذوق
کہ رام ہو وہ غزال پلنگ خو میرا

غزل ناتمام
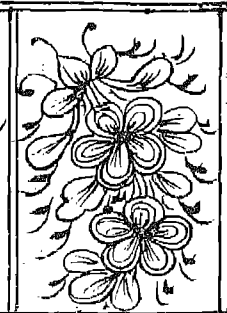
نہوا آب شہادت سی گلو تر نہوا | مستعد جب وہ ہوا ہای تو خنجر نہوا
جلکی مین خاک ہوا تو بہی رہا دل مضطر | بیہ وہ سیماب ہی کشتہ نہوا پر نہوا

بیچراغ اوسکو نہ کہہ داغ الم سی خورشید
خانۂ دل کوئی ویرانہ ہوا گھر نہ ہوا

کب صبا آئی تری کوچہ سی ای یار کہ مین
جو حباب لب جو جامہ سی باہر نہوا

خون رگہای گلو کب تن بیسر سی سرے
اگی کب جوش یہ فوارہ سی ہمسر نہوا

عشق یہہ معجزہ کیسا ہی کہ اس کشتہ کی
موی سر حلق سی پیدا ہوئی اور سر نہوا

ذوق بیمار محبت ہی خدا خیر کرے
کہ یہہ آزار ہوا جسکو وہ جانبر نہوا

بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا

مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میری عشق پیچان سے رہا

پستہ قندی ہی کام غیر مین وہ لعل لب
پر مری حق مین وہ سنگ زیر دندان ہی رہا

بندہ سکا ہمسنی مضمون اوس دہان تنگ کا
ناتہہ پہا فکر مین زیر زنخدان ہی رہا

جاہل ہنگر نہ آئی راہ پر معجزے بھی
جہل سی بو جہل اپنی نامسلمان ہی رہا

پاؤن کب نکلی رکاب حلقۂ زنجیر سے
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا

کب لباس دنیوی مین چہپتی ہین روشن ضمیر
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا

آدمیت اور شی ہی علم ہی کچہہ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑہایا پر وہ حیوان سے رہا

جلوہ ای قاتل اگر تیرا نہو حیرت فزا
دیدۂ بسمل نی کیا دیکھا کہ حیران ہی رہا

حلقۂ گیسو میں دیکھی کسکی رخساری کی تاب
شب سہ تا النشین سر در گریبان ہی رہا

مدتوں دل اور پیکان دونوں سینہ میں رہے
آخرش دل بہہ گیا خون ہو کی پیکان ہی رہا

شمع کو دیکھا اوس نے اور اوسکو دیکھا جون نگاہ
وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہان ہی رہا

آگی زلفیں دل میں لیتی تہیں اور اب آنکھیں ہرے
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا

مجھمیں اوس میں ربط ہی گویا برنگ بو ہی گل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریزان ہی رہا

دین و ایمان ڈھونڈھتا ہی ذوق کیا اس وقت میں
اب کچھہ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا

طلسم طرفہ تر شوخی میری ہر دم باندھا
کہی ایک ایک گرہ میں جا صد حل صد پیچ باندھا

تری چوری کی کہلنی نے سیہ ادل لستان باندھا
عجب تقدیر کا عقدہ وہاں کھولا یہاں باندھا

یہہ پیمان کسنی فنا ہی محبت کا یہان باندھا
جو بعد از مرگ میری ہو یہہ کو تو نی بدگمان باندھا

ہوئی تشہیر نعش اس ناتوان کی جبکہ پاؤں سے
کوئی تار نگاہ مور جانی ریسمان باندھا

کیا مجنون مجھی آشفتگی نی زلف کی کسکی
کہ میری سر پہ مرغ شانہ نے تری آشیان باندھا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگ قہقہہ مینا
تو ہنسی تار ایک ڈنکالی ہچکیان باندھا

ترے تیر دہن زخم نیکو نہ آلودہ کری خون سے
سپر اکسی کیوں تو نی صید نیم جان باندھا

نہ جہاڑا ضبر کو تو نی کہ ہو کر جہاڑ لیتا تہا
مجھی پیر گالیوں کا جھاڑ تو نی بد زبان باندھا

وہ ہون ناکام سحبا نامرادی جو مرادی ہی
میری مرقد پہ چلّہ اوسنی اگر دستان باندھا

اڑادینگی دہوئیں ایک آہین اس جفا پر گردون کی
اگر جلد دہوئیں نی دلکی زیر آسمان باندھا

فلک وارستہ پہرتی ہی کوئی پرچہ نو شوخ
گیا ہی تخشش تیری بیل دمان باندھا

بلا ہون مضطرب ہین ہی کچھ مجہنی قرار نی کر
حصار ایک گرد اپنی شعلہ جواله سان باندھا

میرا دل لگی ہی سینہ مین ایک پہوڑا سا پکتا
خیال خط سبز یار نی کیون برگ پان باندھا

دل مجروح پہ میری نسخہ ہو داغ حسرت کا
پہر طاؤس اس زخمی نی کی ہی دستان باندھا

کہان دل ہاگ کر جائی کہ تیری کل خانی
عجب ایک گرد نامہ خط نی ای سرو روان باندھا

تپ سوز محبت کی لئی چارہ نہین قہرے
یہہ گنڈا انگلون گردن پہ کیون ای نقشہ جان باندھا

سحبا کو موج دریائی فنا کو خنجر بران
کفن مثل حباب ای وقت میں سر سی یہان باندھا

پہڑکنا کیا کہون سینہ مین اپنی آتش غم کا
کہ جا ہی بیچ ہی ہر داغ پر شعلہ جہنم کا

جہان مین عرصہ عشرت سی سوا دہ حبیہ ماتم کا
اگر ہو عید کا ایک دن تو عشرہ ہی محرم کا

تیری عاشق کو ہی یون جستگو آب زم زم کا
سلیمان کو لگی جسطرح شیرین آب مرہم کا

بہ رنگ طوق قمری کو لگی ہی نکالی سی
کمند گردن دل ہی یا حلقہ زلف پرخم کا

تیری رخسار کا پرتو پڑی گر عارض گل پر
کری چشمک نی خورشید پر قطرہ شبنم کا

سینی جاتی ہین کس سی زخم اوس تیغ تبسم کی
کہیان کہلتا ہی بخیہ سوزن عیسی مریم کا

دلیران محبت کو خلش سے اوسکی مژگان کی
بس مر دن لحد مین بہی ہی عالم چاہ رستم کا

خراش سینہ مین ایک رگیا ہی ٹوٹ کر ناخن
غلط ہی جو سمجہنی مین کہ یہہ پہایا ہی مرہم کا

اگر اہل مزاجون کو حسد ہو خاکسارون پر
تعجب کیا کہ ابلیس لعین دشمن ہے آدم کا

خطا اوسکا وصل کی دولت کا ہی پیغام ہی قاصد
لگا قسمت سی نسخہ ہاتہہ یہہ اکسیر اعظم کا

شہید ای ذوق سینہ مین ہے مین حسرتین لاکہون
میری جو آہ ہی گویا وہ ہی اک نخل ماتم کا

کل اوس نگہ کی زخم رسیدون مین مل گیا
یہہ بہی لہو لگا کی شہیدون مین مل گیا

کیا جانی تیغ عشق کی لذت کو بوالہوس
کو جون نہج وہ حلق بریدون مین مل گیا

گر بعد فقر بہ سگ دنیا ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کی پلیدون مین مل گیا

دکہلا کی کہکشان سی فلک چاک سینہ رات
اوس ناہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا

اس شکل سی ہوا وہ طلبگار دید یار
صاف آئینہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
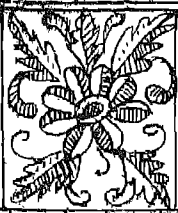
حسین ذوق وہ شی ہی کہ جس سے حر
بنا گرچہ شقیا مین سعیدون مین مل گیا
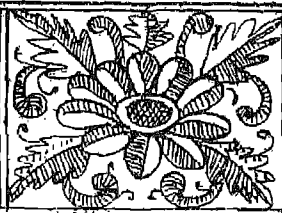
وہ کون ہی جو جبینہ نا سفر نہین کرتا
یہ سیر اسکو دیکہہ کہ مین اوف نہین کرتا

کیا قہر ہی وقفہ ہی ابھی آنی مین اونکی — اور دم مرا جانی مین توقف نہین کرتا

تا صاف کری دل نہ می صاف سی صوفی — کچہہ سود و صفا علم تصوف نہین کرتا

دل فقر کے دولت سی مرا اتنا غنی ہے — دنیا کی زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

پڑہتا ہین خط غیر مرا وہان کسی عنوان — جبتک کہ عبارت مین تصرف نہین کرتا

کچہہ اور گمان گذری نہ دل مین تری کافر — یاد اسلیئی مین سورۂ یوسف نہین کرتا

ای ذوق تکلف مین ہی تکلیف سراسر
آرام سی وہ ہی جو تکلف نہین کرتا

محفل مین شور قلقل مینا سی مل ہوا — لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا قل ہوا

دریای عشق سی مری گذرنیکی واسطی — تیغ خمیدہ یار کی لوہی کا پل ہوا

پروانہ ہی تہا گرم تپش پر کہلا نہ راز — بلبل کی تنگ حوصلگی تہی کہ غل ہوا

آئی ہی درون کی نہ ہرگز سمجہہ مین بات — آوازہ گو بلند مثال دہل ہوا

جنکی نظر چڑہا شرر رخسار آتشین — اونکا چراغ گور نہ تا حشر گل ہوا

بندہ نوازیان تو یہ دیکہو کہ آدمی — جزو ضعیف محرم اسرار کل ہوا

اوس بن رہا چمن مین بہی ذوق دلخراش
ناخن سی تیز تر مجہی ہر برگ گل ہوا

اثر تپش کا ہی مزا دل ہی کو حاصل ہوتا
کاش مین عشق مین سر تا بقدم دل ہوتا

آسمان درد محبت کی جو قابل ہوتا
تو کسی سوختہ کا آبلۂ دل ہوتا

چھوڑتا ہاتھہ سی ہرگز نہ کبھی بسمل شوق
دامن برق اگر دامن قاتل ہوتا

چین پیشانی اگر تیری ہوتی زنجیر
نالۂ دیوانہ تھا جو پابہ سلاسل ہوتا

کرتا بیمار محبت کا مسیحا جو علاج
اتنا دق ہوتا کہ جینا اوسی مشکل ہوتا

ذبح ہونیکا مزا جانتا گر صید حرم
رکھہ کی خنجر پہ گلا آپ آمادۂ بسمل ہوتا

گر سیہ بخت ہی ہونا تھا نصیبون مین مری
زلف ہوتا ترے رخسار پہ یا تل ہوتا

آتا کیون مصر مین کنعان سی چلکر یوسف
جذبۂ شوق زلیخا جو نہ کامل ہوتا

موت نی کر دیا ناچار وگرنہ انسان
ہی وہ خود بین کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

دل گرفتون کی اگر خاک چمن مین ہوتی
تو جہان دیکھتی ہو غنچہ وہان دل ہوتا

اپنی آئینۂ ہستی مین ہی تو اپنا حریف
ورنہ یہان کون تھا جو تیری مقابل ہوتا

سینۂ چرخ مین ہر اختر اگر دل ہی تو کیا
ایک دل ہوتا مگر درد کی قابل ہوتا

ہوتی گر عقدہ کشائی نہ یداللہ کی ہاتھہ
ذوق حل کیونکہ مرا عقدۂ مشکل ہوتا

غنچۂ رنگ سخن و ماتم کا بیان موجود ہوتا
نقد مین نہ زرد ہوتی نہ فلک کبود ہوتا

کسی رنجکش کو دیتا تو کچھ اوسکو سود ہوتا
دل سخت کاش کافر جگر الہو ہوتا

تری بزم میں تو جلنا کہ تجہی ہی تو بہ بہتی
جو یہیں تھا دل کو جلنا تو بلا سی عود ہوتا

لب نازک اوسکا کیونکر کہو بار حرف اوٹھاتے
کہ جو صدمہ تبسم سی ہی ہو کبود ہوتا

یہہ حیات چند روزہ جو نہ سد راہ ہوتی
تو پہر ایک عرصہ گاہ عدم و وجود ہوتا

جو حسد کسیکو تجہہ پر ہو تو ہی یہہ تیری خوبی
کہ جو تو نہ خوب ہوتا تو وہ کیوں حسود ہوتا

وہ ہیں کیا جو زر بکف ہیں یہہ ہمیشہ سر بکف ہے
تری جان نثار کا سا نہیں دست جود ہوتا

تری در کی جبہہ سائی اگر اشک اپنی کرتی
سر قطرہ قطرہ پر ایک اثر سجود ہوتا

کوئی زہر نوش ہمسا نہیں تو پہہ ذوق ورنہ
شجر زقوم دوزخ میں بہی خشک دود ہوتا

اوسنی جب ہاں بہت رد و بدل میں مارا
ہمنی دل اپنا اوٹھا اپنی بغل میں مارا

آنکہہ سی آنکہہ ہی [illegible] مجہی رہی دل کا
کہیں یہہ جائی نہ اس جنگ و جدل میں مارا
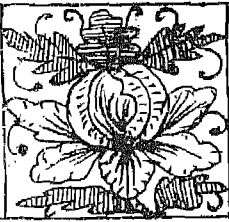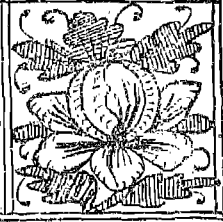
دل کو اوس قاتل بیجان سی بل کرنا تہا
یہہ سیہ بخت گیا اپنی ہی بل میں مارا

صبح بدبین کی کبہی آنکہہ نہ ہوئی سو بار
تیر نالی نی مری چشم زحل میں مارا

اوس لب و چشم پہ ہی زندگی و مرگ اپنی
کہ کبہی شہد میں جلایا کبہی بل میں مارا

تہوا پہ ہوا امیر کا انداز مصیب

ذوق یارون نی بہت زور غزل مین مارا

مذکور تری بزم مین کسکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

جینا ہمین اصلا نظر اپنا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

کیا جانی اوسی وہم ہی کیا میری طرف سی
جو خواب مین بھی رات کو تنہا نہین آتا

کس دم نہین ہوتا قلق ہجر سی مجھکو
کس وقت مرا منہہ کو کلیجا نہین آتا

ہم رونی پہ آجائین تو دریا ہی بہائین
شبنم کیطرح سی ہمین رونا نہین آتا

آنا ہی تو آجا کہ کوئی دم کی ہی فرصت
پھر دیکھئی آتا بھی ہی دم یا نہین آتا

ساتھ اونکی ہین ہم سایہ کی مانند لیکن
اسپر بھی جدا ہین کہ لپٹنا نہین آتا

دل مانگنا مفت اور یہہ پھر اوس پہ تقاضا
کچھ قرض تو بندہ پہ تمہارا نہین آتا

جاتی رہی زلفون کی لٹک دل سی ہماری
افسوس کچھ اپنا ہمین لٹکا نہین آتا

آئی تو کہان جانی نہ تا جی سی کسی جا
جبتک اوسی غصہ نہین آتا نہین آتا

قسمت ہی سی لاچار ہون اپ ذوق وگرنہ
سب فن مین ہون مین طاق مجھی کیا نہین آتا

ساتھ آہ کی دل بھی مع پیکان نکل آیا
تھا کام تو مشکل مگر آسان نکل آیا

شب تھی نہ یہ جو کیا توبہ کا ساقی
مغرب سی سحر مہر درخشان نکل آیا

عصمت بھی ہی کیا شی کہ الگ ہو سف کنعان — دریای مقفل سی عزیزان نکل آیا

تھا کوچۂ قاتل مین شہادت کا دفینہ — کھودا جو کوان گنج شہیدان نکل آیا

مطلع

ہر ایک سی ہی قول آشنائی کا جھوٹا — وہ کافر ہی ساری خدائی کا جھوٹا

نہ موہنہ ڈال خار آبلہ مین کہ ہوگا — یہہ ساغر مئی کھربائی کا جھوٹا

مجھی نعمت خلد سی ہی سے بہتر — تری در پہ ٹکرا گدائے کا جھوٹا

رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اوسکی — ہوا ہاتھہ اپنی رسائے کا جھوٹا

خدا جانی ہی ذوق جھوٹا کہ سچا
مگر وہ ہمین آشنائی کا جھوٹا

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام ردیف الف

سر سی سفاک شہرہ ہی نگاہ یار کا — سچ کہا ہی بار کائی نام ہو تلوار کا

کوچۂ زلف بتان مین دل پڑا ہوگا کہین — پوچھتی ہو کیا ٹھکانا او خدائی خوار کا

فرد

چاندنی کی شب مجھے بن دوپ یہہ دکھایا تھا — مجھکو ماہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا

مطلع

آتا تو خفا آتا جاتا تو رُلا جاتا | آتا ہی تو کیا آتا جاتا ہی تو کیا جاتا
کیا طبع مین جودت ہی جسٹ دلکی اوڑا جانا | ہونٹون کا یہان ہلنا وہان بات کا پاجانا

مطلع

کیون کہکی مکرتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا | کہہ جو کبھی کہتا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

مطلع

کرون درد آشنا کیونکر دل احباب اپنا سا | بلا سی جیسا ہون مین ڈہونڈلون بیتاب اپنا سا

مطلع

وہ دیکھین کسطرح ہی روز فرقت دیکھکر جیتا | کہ جو عاشق ہو تیرا اسکی صورت دیکھکر جیتا

فرد

یون لائی وہانسی ہم دل صد پارہ ڈہونڈکر | دیکھا جہان پڑا کوئی ٹکڑا اوٹھا لیا

ناتمام

کعبہ کا قصد او تری دردِ ہجر سے | مین ای صنم ہون پہلی ہی منزل مین لوٹتا
دل کا سا دیتی گرد غلطان کو اضطراب | پہرتا تمام دامن ساحل مین لوٹتا

مطلع

جنت ہی زندگی مین زمانہ شباب کا | پیری ہی پہلی مرگ ہی آنا عذاب کا

ناتمام

ہم گربہ سر پا جون اور گرم پتھر زیر پا | وہ پھرتی سایہ بھی بیٹھی ہی دبکر زیر پا

صحن گل پہندی نہ ہو نصف سبو مین اے نگار | تو کھڑا ہو رکھکی ہیرا کا سپر زیر پا

فرد

زاہد شراب پینی سی کافر ہوا مین کیون | کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

ناتمام

کیا کہین اوس سی جو ہو ہمسی زیادہ جانتا | وہ ارادہ ہی ہمارا بل ارادہ جانتا

کیون تکبر ہو لبا بہہ بندہ محکوم القضا | گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

مطلع

مژہ پیکان کا ہی ٹکڑا کہ سری کا ٹکڑا | ٹکڑا ہی چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

ناتمام

یہانتک عدو زمانہ ہی مرد دلیر کا | جھلسین ہین موہنہ سگار کی پیہی شیر کا

جسکی سبب لڑائی ہو وہ آدمی نصیر | کانٹا ہی گھر مین سینہ کا یا گل کنیر کا

مطلع

بل بی گر یہ گل زمین ہو کہ قدم گڑنی لگا | اور قدم اوکھڑی تو کیا دیکھا پہنو پڑنی لگا

مطلع

ضبطِ گریہ نی تماشا طرفہ تر دکھلا دیا | چشم کی کوزہ مین دریا بند کر دکھلا دیا

مطلع

نالہ جب دل سی چلا سینہ مین پہوڑا اٹکا | چلتی گاڑی مین دیا عشق نی روڑا اٹکا

مطلع

ہاتہ اگر دل وحشی جو کوئی چھوٹ گیا | ہوس صید سی صیاد کا جی چھوٹ گیا

ناتمام

ہی قفس سی شور ایک گلشن تلک فریاد کا | خوب طوطی بولتا ہی ان دنون صیاد کا
مین ہون چکر مین لگی جب سی دنیا کی ہوا | حال میرا ہی بعینہ آسیائی باد کا

مقطع

ذوق ہی ترکِ وطن مین صاف نقصِ آبرو | بکتا پہرتا ہی گہر ہو کر سمندر سی جدا

مطلع

لگا ہی تیر دل پر آہ کس کافر کی نظر کا | نشان سوفار کا معلوم ہوتا ہی نہ پیکان کا

مطلع

دل کہان جس پر گمان ہو غنچہ تصویر کا | ہی کوئی سینہ مین غنچہ تو وہ پیکان تیر کا

مطلع

چشم و نگہ کو تیری بدنام کیون کریگا | مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مریگا

مطلع

عہد پیری نے بھلایا دوڑ چلنا کودنا | ہاے طفلی کھیلنا کھانا اوچھلنا کودنا

مطلع

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا | کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

ردیف با موحدہ

پی بہی جا ذوق نگہ پیش و پس جام شراب | لب پہ توبہ تیری دل مین ہوس جام شراب

لب تک اوسکی جو ہوئی دسترس جام شراب | لگ گیا خال لب اوسکا مگس جام شراب

ہیچکا مستی مین وہ صاحب ہوس جام شراب | عکس خال اپنا جو سمجھا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہے یون جانب قسام ازل | جیسے ساقی کیطرف باز پس جام شراب

دست بدمستی سے ٹوٹکی فریاد بہت | نہوا کوئی بھی فریادرس جام شراب

جوش مستی ہے عجب قافلہ جسمین کہ ہنوز | ہے شکست ایک صداے جرس جام شراب

محتسب شعلہ آوازنے جل جاویگا | گرچہ ہویا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانہ مین ساقی جو نشی مین بہکا | حس شیشہ کو لگا کہنی خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کے نظرگاہین اسیر | تازہ مضمون ہے جو باندہون قفس جام شراب

دل شکستہ ہوں وہ میں ٹوٹ گئی ہوں سو مگر
نام لکھدی جو کوئی میرا ہیں جام شراب

ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہی
رات پھر گشت کری ہی عجب حسن جام شراب

ہوشدار و سی ہی بہتر دم رنج خمار
ساقیا شربت قندیا دے رس جام شراب

بی خبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہے
بی زبان ہی جو دہان جرس جام شراب

ابلق چشم سیہ کو تیری دیکھا
ورنہ تہک نہ سکا تہا فرس جام شراب

سبھی میخانہ کی عظمت تو نہ بیٹھی ہر گز
سر جمشید پہ اوڑے گر مگس جام شراب

سحل مینا سی خدا جانی کہ ساقی کسکو
پہلی پہنچی ثمر پیشرس جام شراب

بادۂ صاف میں آتا ہی کہاں سی تنکا
عکس مژگان ترا اسکیس ہے خس جام شراب

مجھکو اوس بوسۂ دندان نی پس از بوسۂ لب
دی نقل نمکین چند پس جام شراب
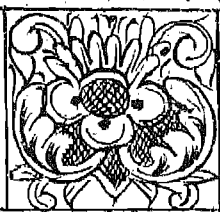
ذوق جلدی می گلرنگ سی بھر ساغر دل
لب نازک کو ہی اوسکی ہوس جام شراب

ہو نہ ہوں ہجر و وصل ہو گر ایک دم نصیب
کم ہوگا کوئی مجھسا محبت میں کم نصیب

ہوں میری خاک کو جو تمہاری قدم نصیب
کیا پاکہ میں نصیب کی میری قسم نصیب

ہجر میں لاکھ لطف و کرم سی تیری ستم
اپنی ازل سی نصیب کہ ہوں بہرہ ستم نصیب

ہاتھی بھی پاسو ماہ وہ ہی انکا پا ہمراز
ہیں داغ ہوں نہ دست فلک سی درم نصیب

ہی خوش نصیب عشق مین ای بلہوس وہی — جسکو کہ غم پہ غم ہو الم پر الم نصیب

غافل جو دم کی آمد و شد سی نہو وی تو — ہر دم ہی تجھکو سیر وجود و عدم نصیب

سو بار چون قلم ہو زبان شمع کی قلم — ایک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب

مجنون سیاہ خیمہ لیلی کی گرد پھر — ای خوش نصیب تجھکو یہہ طوف حرم نصیب

دی جسکو اپنی ہاتہہ سی تو ایک جام می — ساقی دہی خدا نی اوسی مثل جم نصیب

ایمان ہی تیرا شوق لقا جسکو یہہ نہو — دیدار اوسی خدا کا ہو ای صنم نصیب

جاتی ہین کوہی یار کو اسمین جو ہو سو ہو — ای ذوق آزماتی ہین آج اپنی ہم نصیب

دل عبادت سی چراتا اور جنت کی طلب — کام پھر اس کام پر کس ہونہہ سی اجرت کی طلب

حشر تک دلمین رہی اوس سرو قامت کی طلب — یہہ طلب ہی اپنی یارب کس قیامت کی طلب

دل سلگ جاتی نہ جبتک بہڑک اوٹہی جان — کم ہو قلیان کشش سوز محبت کی طلب

واسطی نظارہ قاتل کی فرصت چاہیی — اور یہان فرصت کہان جو کیجی فرصت کی طلب

ہو مبارک خضر کو سرچشمہ آب بقا — ہی ہمین آب دم تیغ شہادت کی طلب

دور رہ اور دیر مت رہ سامنی مثل ہلال — شہر مین تجھکو اگر ہی اپنی شہرت کی طلب

بڑھ گئی ہی عشق مین حرص اسقدر اپنی کہ ہی — غم پہ غم کی آرزو حسرت پہ حسرت کی طلب

جو حلاوت زندگی کی چاہتا ہی چرخ سی | کاسۂ زہراب سی کرتا ہی شربت کی طلب

لہو کی دل غمزہ کا بسمل بار پر دیتا ہی دم | کرتا ہی آفت طلب آفت پہ آفت کی طلب

بطن مادر ہی سی جب پیدا ہوا تکلیف سی | یہان کہان راحت کہ تو کرتا ہی راحت کی طلب

گر گلستان جہان مین تنگ ہی تو غنچہ وار
کر کشادِ دل سی اپنی ذوق وسعت کی طلب

گر ہی شرع کا پاس نمک مدام شراب | حرام ہی نہین لیکن بحرام شراب

یہہ ایسا ماہ مبارک ہی ایسا کار سعید | شروع دیکھہ کی کیجی مہ صیام شراب

عوض ہی نشۂ دنیا کا ذوق عقبی پر
دوام ملتی ہی اس میکدہ مین جام شراب

او جس بت نامہربان کو ہی پسند تیرا رقیب | ورد ہما ہی الہی مین ہی پائی یا رقیب

ردیف تاء مثناة

معلوم جو ہوتا ہمین انجام محبت | لیتی نہ کبھی بھول کی ہم نام محبت

ہین داغ محبت درم و دام محبت | مژدہ تجھی ای خواہش انعام محبت

ہر روز اوڑا دیتا ہی وہ کر کی تصدق | دو چار اسیر قفس و دام محبت

مانند کباب آگ پہ کرتی ہین ہمیشہ | دلسوز تری بستر آرام محبت

کاسی ہین فلک کے نہ ہی نام کو زہر آب
دہر کھینچی اگر تشنہ لب جام محبت

شوق حرم کوچۂ قاتل ہین کفن کو
ہم جانتی ہین جامۂ احرام محبت

کی جسنی ذرا رسم محبت اوسی مارا
پیغام قضا ہی ترا پیغام محبت

نی زہد سی ہی کام نہ زاہد سی کہ ہم تو
ہین بادہ کش عشق و می آشام محبت

ایمان کو دیکر بہی اگر کفر کو لی مول
کافر ہنو گرویدۂ اسلام محبت

کہتی تہی وفا نوحہ کنان نعش پہ میری
سونپا کسی تو نی مجہی ناکام محبت

معراج سمجہہ ذوق تو قاتل کی سنانکو
چڑہہ سر کی بل اس زینہ پہ تا بام محبت

مجنون نی دی لگا جو سر خار زار پشت
پشت اب ہجوم خار سی ہی پشت خار پشت

حورون کی گر ہو پنجۂ مژگان سی پشت خار
کہجلائی وہ پری نہ کبہی زینہار پشت

ماہی سی تا بماہ ہین دست فلک سے داغ
وہان داغدار سینہ ہی یہان داغدار پشت
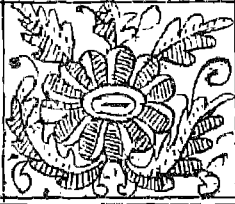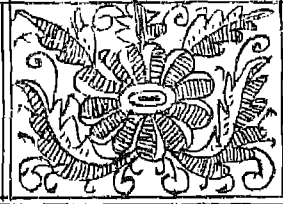
پیدا فلک سے اک ہو نہ تجہسا ماہوش
نہ پشت تک تو کیا کہ ہو تا ہزار پشت

بار زمانہ پشت پہ لیکر بشکل سپہر
سیدہی نہ کی فلک نی کبہی ایکبار پشت

ہو جاتی جب زیادہ گرانباری گناہ
پیری مین ہو خمیدہ نہ کیون زیربار پشت

سینہ سپر جو ہو نہ پہ ہین تیغ نگاہ کی
کہجلائی وہ کبہی نہین آئینہ دار پشت

ڈرہی یہی کہ ایسا ہو بعد مرگ بہی | لگنی ندی زمین سی دل بیقرار لیٹپٹ

رہتا سخن سی نام قیامت تلک ہی ذوق

اولاد سی تو یہی دو پشت چار پشت

ردیف جیم تازی

بیمار عشق کا جو نہ تجہسی ہوا علاج | کہہ اے طبیب تو ہی کہ پہر تیرا کیا علاج

ردیف جیم فارسی

وہ مثل ہی ناؤ یہہ کسی ڈوبی خضر لی | لیگیا خطِ ذقن دل کو سوی گرداب پیچ

ردیف حاء حطی

فرقت کی رات جی چکی ہم تا زمان صبح | ہو گی اذان گور ہماری اذان صبح

پر نور ہی ستار رخ سیمین لبان صبح | آنکہین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب میکدہ مین شام کو ناقوس پہونکئی | مسجد مین مدتون رہی تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت فریب | اس مکر چاندنی مین نکر نا گمان صبح

ایضاً

پہرتی ہی اونکی آنکی یہان گل سی جابجا | اے جان برلب آمدہ اب تیری کیا صلاح

منظور چشم یار ہی سب عین مصلحت | پوچہی بلاکشون کی کسی سی بلا صلاح

سجدہ ہی ہی جا بین کعبہ کو بت کی صنم سی کہ
گر پھیر دی نہ وہ صنم کج ادا اصلاح

اوس چشم مست کی نگہ ابتون مین ہم
تقوی کجا و زہد کجا و کجا اصلاح

اوس بد معاملہ سی ترا کیا معاملہ
کس بد صلاح نی تجھی دی یہہ دلا اصلاح

رہنا ہی نہا عشق مین یون دل سی مشورہ
جسطرح آشنا سی کرے ہی آشنا صلاح

زاہد یہہ کیا کہا کہ نہ مل ان بتون سی تو
دنیا ہی ایسی کوئی بہی مرد خدا اصلاح

کرتی خراب اوسیکو ہی تیری نگاہ مست
جسکو کہ دیکھتی ہی نکوکار و با اصلاح

یارب ہو دل کی خیر کہ کچھہ کر رہی مین آج
چشم و نگاہ مشورہ ناز و ادا اصلاح

منظور گر ہو قتل مرا غیر سی نہ پوچھہ
ہی تو صلاح نیک مین کیا پوچھنا اصلاح

قلابی آسمان و زمین کی ملا نہ تو
اوس مہروش سی ملنی کی ناصح نہ با اصلاح

یہہ ہی مرا رفیق یہی ہی مرا شفیق
لون کس سی وہان کی جانیکی دلکی سوا اصلاح

ای ذوق جا نہ ہوش و خرد کی صلاح پر
دی عشق جو صلاح وہی ہی بجا اصلاح

ردیف خا معجمہ اشعار سراپا

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطرے ہنسی پر عرق کی ہی یاسمن کی شاخ

ناف اوس صبیح کی کوئی نسترن کا پہول
تا ناف سیلی سینی سے ہی نسترن کی شاخ

اشعارِ تشبیہ

ہی فیض سی وقار کہ میری نگاہ ہیں
جس شاخ ہیں ثمر ہی وہ ہی لاکہہ من کی شاخ

بدخصلتوں کو کرتا ہی بالا نشین فلک
اونچی ہی آشیانہ زاغ و زغن کی شاخ

رہتی ہیں کشمکش ہیں پس از مرگ جیتا
آخر کو زیر ارہ گئی گرگدن کی شاخ

اشعارِ مجمع

کہتی ہی محبوب تیشہ میری طرح ایک دن
سوکھیگی نخل آرزوی کوہکن کی شاخ

بیمار چشم دلبر آہو نگاہ کو
شاخین ہی گر نگاہ ہین تو لیکر ہرن کی شاخ

ہر صید کی کمر سی گئی ٹوٹ جس گھڑی
ٹوٹی کمان دلبر ناوک فگن کی شاخ

مسواک نی بڑہایا ہی زاہد کا اعتبار
ہی یہہ بھی اسکی ایک شجر مکروفن کی شاخ

تاثیر بیکسی سے ہو سارا درخت خشک
ڈالی جو سایہ نعش پہ اس بیکفن کی شاخ

شاخ نبات کو لی قلیان نہ موہنہ لگای
ایسی مصاحبت سی لگی اوس دہن کے شاخ

اشعارِ قصیدہ

گلگون سی تیری بڑہ نسکی یکقدم صبا
ماری جو تازیانہ نہال چمن کی شاخ

گردی جو تو نہال تو لائی ابھی نکال
ہر دین کا نشہ گا سپہر کہن کی شاخ

ردیف دال مہملہ

کیا آئے تم جو آئی گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینہ میں ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

کیا روکا اپنے گریہ کو ہمنے کہ لگ گئی
پھر وہ ہی آنسوؤنکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

کوئی گھڑی اگر وہ ملایم ہوئے تو کیا
کہہ بیٹھینگے پھر ایک کڑی دو گھڑی کے بعد

اوس لعل لب کی ہمنے لیے بوسے اسقدر
سب اوڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

پھر دی ضعف سینہ سے ہر آہ بے اثر
لب تک جو پہنچی بھی تو چڑھی دو گھڑی کے بعد

کل اوس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
پھر اوس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد

کہتا رہا کچھ اوسنے عدو دو گھڑی تلک
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

تھے دو گھڑی سے شیخ جی شیخی بگھارتے
ساری وہ شیخی اونکی جھڑی دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کی شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اوسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

تو دو گھڑی کا وعدہ نکر دیکھ جلد آ
آنے میں ہوگی دیر بڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک اوسنے ندیکھا ادھر تو کیا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کسطرح
پھر تو نہ ٹھہری پاو گھڑی دو گھڑی کے بعد

جھومر کا نظر سر پہ تیرے آہو بڑا چاند
تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند

فرد

ہی آئینہ خانہ ہی گذرگاہ بدو نیک | دیکھا نہ کبھی ہمنی در اہل صفا بند

ردیف ذال معجمہ

مژدہ قتل سی اوس عہد شکن کا کاغذ | ہی مری روح کو آزادی تن کا کاغذ
گو رہین پیش ہو جب دفتر تن کا کاغذ | ہو سیاہ کو سفیدی کفن کا کاغذ
بنگیا عکس سے اوس شوخ گلستان رو کے | صفحہ آئینہ تصویر چمن کا کاغذ
کیا کری خانہ گیتی کا کوئی دعوی ملک | نام پر کسکی ہی اس قصر کہن کا کاغذ
لکھین اوس چشم کی وحشی کی لیئی گر تعویذ | اہل تکسیر کرین پوست ہرن کا کاغذ
رقعہ شادی شہادت کا ہو خونسی رنگین | ایسی شادی کو ہوا ایسی ہی ہین کا کاغذ
سینہ صافون کو زمانہ کی ہی ہاتونسی شکست | ہی صفائی سی سزاوار شکن کا کاغذ
ورق چرخ ہو گر نسخہ آشوب ستم | سرمہ چشم ہے سیم بدن کا کاغذ
یون اسیران قفس تک کوئی پہنچا گلبرگ | جیسی غربت مین شفیقان وطن کا کاغذ
طاہر آرا نہ کتابون سی ہو درد ونخ نسی | کرنہ اتش مین لباس اپنی بدن کا کاغذ
جعلسازی یہ زمانہ کی گواہی دی ہی | مہری وسادہ مہ چرخ کہن کا کاغذ
مہرہ کرتا ہی نامہ پہ مجھی آئی ہی رشک | ہای یون چوسی لعاب اوسکی دہن کا کاغذ

ذوق دلسوختہ دیوان لکھی بنا کیا خاک

متحمل نہین گرمی سخن کا کاغذ

ردیف را مہملہ

نگہ نہین حرف دلنشین جیا دہن کی تنگی سی تنگ ہوکر
نکلکر آیا جو راہ انکہون کی دلمین بیٹہا خدنگ ہوکر

پہرا یا آلودہ نگار خونی ادہر کو سرگرم جنگ ہوکر
کہ جسکی ہاتون سی لوٹ گئی ہی ہزارون مہندی کا رنگ ہوکر

وہ چشم مخمور ایک نظر سی جہومی لاکہون جگر نشتر سی
تو ہو روان ہر رگ جگر سی لہو ہی لالہ رنگ ہوکر

جو رنگ لب الفت سی آشنا ہین وہ گریہ ہی بین خون سیکہا ہی
کہ رنگ ہی سی گران بہا ہین عقیق و یاقوت سنگ ہوکر

جو سمجہین حسن بتانکو ایمان وہ نہین کفر و دین بیگانہ
پہنچی کعبہ مین وہ مسلمان ہمیشہ چین و فرنگ ہوکر

صفا ہی لگی ہی صورت کہ دلمین آنی ندی کدورت
کہ بیٹہ جا ہیگی بالضرورت اس آئینہ مین یہ زنگ ہوکر

غزال رم دیدہ سنگیا ہی جو خواب انکہو مین تو بچا ہی
کہ بہار کہا انکو ڈرتا ہی پلنگ تجہ بن پلنگ ہوکر

ہوئی جو یکرنگ انکو زیبا نہین جہان مین زہ حیات اصلا
کہ پایا گل نی ہی نام رعنا تو سن چمن مین دو رنگ ہوکر

حلاوت شرم و پاسداری جہان مین ہی فوق تجہ جو آری
منری سی گزری اگر گزاری کسی بی نام و ننگ ہوکر

خوب رو لی آج ہم سنسان ہامون دیکہکر
یاد آیا ہمکو مجنون بید مجنون دیکہکر

اوڑ گئی ایک آن مین جادوی بابل کی دیکہ
سرمہ آلودہ تری چشم پر افسون دیکہکر

دیکہکر غیرون مین مہتابی پر اوس مہوش کو رات
آہ کی ایک دلسی ہمنی سوی گردون دیکہکر

سچ کہا ہی آگی کالی کی نہین جلتا چراغ
چھپ گیا مہ رخ پہ تیری زلف شبگون دیکھکر

پی لی میری ساغر سرشار وحشت کا نشہ
چھپ گیا خم مین میری صورت فلاطون دیکھکر

آنکھین اونکو لگانی او نگلیون پر فصد مین
نوک مژگان پر میری نشتر جگرگون دیکھکر

قتل کو کسکی چڑھائی تیغ تو نی سان پر
اوترتی ہی آنکھون مین خون میری خون دیکھکر

لیگیا دل کون میرا ذوق کسکا نام لون
سامنی آجائی تو شاید بتادون دیکھکر

کہا پتنگ نی یہ دار شمع پر چڑھکر
برا مزا ہی جو مری کسیکی سر چڑھکر

مری خیال پہ وہ چشم فتنہ گر چڑھکر
یہ خانہ جنگ ہی آہی لڑی گہر چڑھکر

دکہانہ جوش و خروش اپنا زور پر چڑھکر
گئی جہان مین دریا بہت اوتر چڑھکر

ستمگرون کی کشاکش مین آبرو ہو ہوا
کہ ہوتی سان پہ ہی تیغ تیز تر چڑھکر

الہی خیر ہو مانند شعلۂ سرکش
پہر آیا باو کی گہوڑی پہ وہ ادہر چڑھکر

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوب ہی زر
اگر کہلی ہی تو صراف کی نظر چڑھکر

کہین فلک پہ نہ چڑہ جائی چاند ہو مرکا
کہ دور آپکو کہینچی ہی تیری سر چڑھکر

تر امکان تو کیا لامکان مین کود پڑین
امید وصل مین ہم بام عرش پر چڑھکر

جو ماری نفس کو اور کرلی اپنی غصہ کو زیر
بنائی سانپ کا کوڑا وہ شیر پر چڑھکر

ہماری خاک پہ برپا ہی فوق فتنہ حشر
سمندِ ناز پہ کون آیا فتنہ گر چڑھکر

جہان ہوا یون ہوئی اوس خال کا بوسا لیکر — جیسی اوڑ جائی دہن مین کوئی گٹکا لیکر
تیرا بیمار نہ سنبھلا جو سنبھالا لیکر — جیتی ہی بیٹھہ رہی دم کو مسیحا لیکر
شرطِ ہمت نہین مجرم ہو گرفتارِ عذاب — تو نی کیا چھوڑا اگر چھوڑیگا بدلا لیکر
ذبح کرنیکو مری پوچھتی کیا ہو تکبیر — تم چھری پھیر ہی دو نام خدا کا لیکر
کھینچتی روزِ قیامت سی ہی آپکو دور — تیری زلفون کی بلائین شبِ یلدا لیکر
مجھسا مشتاقِ جمال ایک نہ پاؤگی کہین — گرچہ ڈہونڈوگی چراغ رخ زیبا لیکر
جب یہہ دیکھا نہ ملا مجھین کہین سیر اپنا — پھر گیا نامہ بر یار خط اولٹا لیکر
رنگیا اپنا سا موہنہ لیکی وہ ای آئینہ رو — تیری تصویر کو یوسف نی جو دیکھا لیکر

وہانسی یہان آئی تہی ای ذوق تو کیا لائی ہے
یہانسی تو جائیگی ہم لاکھہ تمنا لیکر

کل گئی تہی تم جسی بیمار ہجران چھوڑکر — چل بسا وہ آج سب ہستی کا سامان چھوڑکر
طفلِ بیتاب ایسا گرا دامانِ مژگان چھوڑکر — پہر نہ اوٹھا کوچۂ چاکِ گریبان چھوڑکر
کیونکہ نکلی تیر اوسکا دل مین پیکان چھوڑکر — جائی بیٹہ کو کہان یہہ مرغ پران چھوڑکر

کام یہہ تیرا ہی تہا رحمت ہی ای ابر کرم
ورنہ جاتی داغ عصیان میرا دامان چہوڑ کر

جسنی ہو لذت اوٹہائی زخم تیغ عشق کے
کب وہ مرہم دان کو ڈہونڈتی ہی نمکدان چہوڑ کر

صید دل کو کیونکہ چہوڑی جسکہ دکہلائی ہی تو
مچہلیان دست حنائی مین سر جان چہوڑ کر

سرد مہری کسکی لگی ہی دل سرد آہ سے
بہاگنی ہٹ جاڑ دہوپ اب بہاران چہوڑ کر

دیکہی کیا ہو کہ ہی اب جان کی پیچہی پڑی
دل کو بہاگا پہر تیری زلف پریشان چہوڑ کر

ای دل اوسکی تیر کی ہمراہ سینہ سی نکل
ورنہ پچہتائیگا تو یہہ ساتہہ نادان چہوڑ کر

کیون نہ رم کر جائین آہو بہی وحشی سی تیری
شیر بہاگین جسکی نالون سی نیستان چہوڑ کر

سرخی پان دیکہہ لی زاہد جو دندان پر تیری
اوٹہہ کہڑا ہو ہاتہہ سی تسبیح مرجان چہوڑ کر

پیش خیمہ سی لیکے نکلا گرد باد دود آہ
ہی جو سرگرم سفر تن کو سری جان چہوڑ کر

گر خدا دیوی قناعت ماہ یکہفتہ کی طرح
دوڑی ساری کو کبہی آدہی ہی انسان چہوڑ کر

ساغر دل پچہتا آیا ہون کہومت ہاتہہ سی
چوکتا ہی کیون یہہ جبہن دست گدا چہوڑ کر
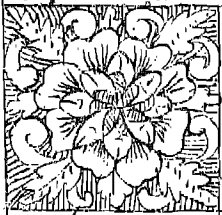
پڑہ غزل ای ذوق کوئی گرم سی اب تو بجا
جانب مضمون طرز تفتہ جانان چہوڑ کر

جب چلا وہ مجہکو بسمل خون مین غلطان چہوڑ کر
کیا ہی پچہتاتا تہا قاتل کا دامان چہوڑ کر

مین وہ مجنون ہون جو نکلون کنج زندان چہوڑ کر
سیب جنت تک نہ کہاؤن سنگ طفلان چہوڑ کر

پیوی ہی پیراہن لہو مانی جو لب اوس شوخ کی
کہینچی تو شنگرف سی خون شہیدان چہوڑ کر

مین وہ ہون گمنام جب دفتر مین نام آیا مرا
رہگیا بس منشی قدرت جگہہ وان چہوڑ کر

سایہ سرو چمن تجہہ بن ڈراتا ہی مجہی
سانپ سا پانی مین ہی سرو خرامان چہوڑ کر

ہوگیا طفلی ہی سی دل مین ترازو تیر عشق
بہاگین ہین مکتب سی ہم اوراق میزان چہوڑ کر

اہل جوہر کو وطن مین رہنی دیتا گر فلک
لعل کیون ہن سنگ سی آتا بدخشان چہوڑ کر

شوق ہی دسکو ہی طرز نالہ عشاق سی
دسدام چہوڑی ہی سونہہ سی دو قلیان چہوڑ کر

دل تو لگتی ہی لگیگا حوریان عدن سی
باغ ہستی سی چلا ہون ہای پریان چہوڑ کر

کہہ سی ہی واقف نہین اوسکی کہ جسکی واسطی
بیٹہی ہین گہربار سب ہم خانہ ویران چہوڑ کر

وصل مین گر ہو وی مجہکو دینا راب
روی جانان ہی کہ دیکہون مین تو قرآن چہوڑ کر

اندنون گرچہ دکن مین ہی بڑی قدر سخن
کون جائی ذوق پر دلی کی گلیان چہوڑ کر

بلبل ہون صحن باغ سی دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سی دور اور شکستہ پر

کیا ڈہونڈہی دشت گمشدگی مین مجہی کہ ہی
عنقا سری سراغ سی دور اور شکستہ پر

اوس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہگیا
مرغان کوہ و راغ سی دور اور شکستہ پر

ساقی بط شراب ہی تجہہ بن پڑی ہوئی
خم سی الگ ایاغ سی دور اور شکستہ پر

خود اوڑکی پہنچی نامہ جو ہو مرغِ نامہ بر | اوس شوخِ خوش دماغ سی دور اوڑ شکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کہ اندازِ تیر انیز | پہنچی نشانِ داغ سی دور اوڑ شکستہ پر

ای ذوق میری طائرِ دلکو کہان فراغ
کوسون ہی وہ فراغ سی دور اوڑ شکستہ پر

اشعار متفرقات ردیف را مہملہ
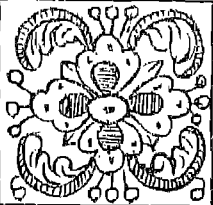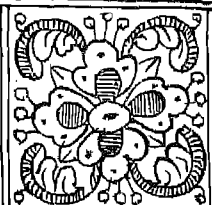
شرحِ بختِ برگشتہ گر کرون رقم بسر کر | تیر بازگشتی ہوا ہاتھہ مین قلم پھر کر

مطلع

لوٹی گل کو سر پہ رکہا جب چمن مین توڑ کر | مین بہی حاضر ہون کہا غنچہ نی یہہ مونہہ پہور کر

نا تمام

وہ کہی کون ہی قربان میری اِس جیون پر | مین کہون مین تو کہی مین کی چہری گردن پر
تیری دندانِ مِسی زیب کی دیکہی جو بہار | اوس سی پڑ گئی گلشن مین گلِ سوسن پر

مطلع

بعدِ مردن آ جکی رونیکو سنگِ گور دو | جیتی جی ہی کہتی ہو صورت تیری رگ گور دو

نا تمام

روکشِ بالِ ہما ہین اون ہوا گیرون کی پر | لگ گئی جن طائرون کو تیر سی تیرونکی پر

اونکو بھی ہیں عرش اعظم پر اوڑاتی ہیں مرید ｜ کیا غضب لائیں خدا جانی جو ہوں پیر و فکر

مطلع

باْدام دو جو بہیجی ہاتھ میں ہوتی ہیں ڈال کر ｜ اکہا ہی یہہ کہ بھیدی آنکھیں نکال کر

مطلع

مجھ میں کیا باقی ہی جو دیکھی ہی تو آنکی پاس ｜ بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کی پاس

مطلع

جہاں سی بعد ہیں جیسی ہیں قاف قصر ｜ قفس میں بند ہیں ہم مثل قاف یا ف قصر

ردیف صاد مہملہ

سب مذاہب میں یہی ہی نہیں اسلام میں خاص ｜ کہ جہاں عام ہی ہوتا ہی وہاں عام میں خاص

ساغرِ دل کی تو واقف نہیں کیفیت سی ｜ دیکھہ عکس رخ ساقی ہی اسی جام میں خاص

خضر باتیں ہیں کہی چشمۂ حیوان جانبخش ｜ ہی یہہ خاصیت اوسیکی لب دشنام میں خاص

شیخ صاحب کی ہیں نزدیک وہ خاصانِ خدا ｜ خدمتی اونکی ہیں جو زمرۂ خدام میں خاص

کام دن رات ہی عاشق کا تری ناکامی ｜ کہ دیا تو نی لگا اوسکو اسی کام میں خاص

عشق کا جوش ہی جبتک کہ جوانی کی ہیں دن ｜ یہہ مرض کرتا ہی شدت انہیں ایام میں خاص

ذوق اسمای الٰہی میں ہی سب اسم اعظم

اوسکی ہر نام مین عزت ہی ایک نام مین حاضر

ردیف ضاد معجمہ

پر کترنکو جو صیاد نی چاہی مقراض | ہاتھ ملتی ہی مری حال پہ کیا ہی مقراض
سحر و بر مین نہین کسکو ہوس قطع و برید | ناخن شیر ہی خنجر دم ماہی مقراض
گل کترتی ہین ہزارون تری آنکہین کافر | ہی عجب طرح کی ایک تیز نگاہی مقراض
کیا زبان چلتی ہی اوس بزم مین بدگوئی کی | موہنہ مین انکی یہہ زبان ہی کہ الہی مقراض
محضر خون مین میرا سارا کترکہینکا | دیگی اس ظلم کی محشر مین گواہی مقراض
پاس کیا قطع تعلق مین کہ یکسان سمجھے | قطع مین کسوت درویشی و شاہی مقراض

رشتہ عمر کیا قطع سراسر ای ذوق
کہو سکے شمع کی دل کی نہ سیاہی مقراض

ردیف عین مہملہ منقطع

ذوق کیونکر ہو اپنا دیوان جمع | کہ نہین خاطر پریشان جمع

ردیف قاف

پہر گرا دیہرا اودہر نہ بچارا گیا قلق | لفظ قلق کیطرح سی وہی رہا قلق

ردیف کاف فارسی

جو کھلکر اونکا جوڑا بال آئین سر سی پاؤن تک
بلائین آ کی لین سو سو بلائین سر سی پاؤن تک

ہم اونکی چال سی پہچان لینگی اونکو تربت مین
ہزار اپنی کو وہ ہمسی چھپائین سر سی پاؤن تک

۲ پہہ صفتی سرو مین سب اوسکی قد پر نثر کہائین
چمن مین سبز کیونکر ہو نجائین سر سی پاؤن تک

سرا دل ایک دن وحشت اداکی کس اداکو مین
کہ مین وہان تو آدہین ہی آدہین سر سی پاؤن تک

سراپا شوق جائین سر کی بل ہم جسکی جلسہ مین
مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سی پاؤن تک

ہوون بی پردہ تو بہی وہ گہڑی ہی ہو کی شرمگین
پہین جلوون مین در پردہ دکہائین سر سی پاؤن تک

بنایا اسلی اس خاک کی پتلی کو تہا انسان
کہ سکو درد کا پتلا بنائین سر سی پاؤن تک

سراپا پاک ہین دہولی جنہون نی ہاتہہ دنیا سی
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سی پاؤن تک

مزا اونسا ہی ذوق افزون ہو جبتی زخم فرقت کے
نکیون ہم زخم تیغ عشق کہائین سر سی پاؤن تک

ایضاً مطلع

۴ صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سی ایک
دل سے کہ دو حرف ہین سو وہ بہی جدا ایک سی ایک

ردیف لام

پہنسی نہ حلقۂ گیسوی تابدار مین دل
بلا سی گر ہو تو الا دہان یار مین دل

بغل مین جیسی مرا دل بغل کا دشمن ہی
نہ ایسا ہو کسی دشمن کی بہی کنار مین دل

نکل جائی دم اضطراب سینہ سے / برنگ شعلہ کہین اٹھ شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزن سینہ سی کیون ہی چشم براہ / اگر نہین کسی مہوش کی انتظار مین دل

ترا اسنگار ہی ہی وہ بلا کہ جاہی گھر / پروئی زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اوڑیگا مثل شرر ٹکڑی ہو کی سنگ مزار / رہا اگر یونہین گرم تپش مزار مین دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر / نہ دیکھا ہنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کی رنگ سی ظاہر ہی مانی آثار / خوشی سے کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

برنگ بیضۂ نوروز توڑی دل اوسنی / ہزار دل ایک ہمارا ہی کس قطار مین دل

ہزار دشمن جان سی ہی ایک دوست برا / جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل

تہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کیون / لگی ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل

یہہ جسم زار ہی یا پیرہن مین تار / گرہ ہی تار مین یا میری جسم زار مین دل
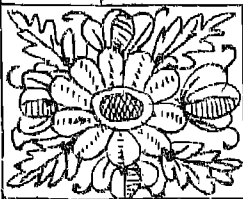
اوٹھا تو لائی مجھی میری ہمنشین ای ذوق / رہیگا میری عوض سر کوی یار مین دل
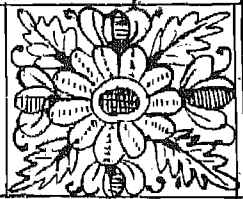
ازل سی یون دل عاشق ہی نور کی قندیل / کہ جیسی عرش خدای غفور کی قندیل

سمجھہ وہ دربا گوش نور کی قندیل / خجل ہی اختر صبح نشور کی قندیل

ہماری کعبۂ دل مین ہمیشہ روشن ہی / کہ ہیگی تاب کمال ظہور کی قندیل

جہان ہی خانۂ عشرت جسی ہو اسکا فروغ
کہ لٹکی اس مین سرِ غرور کی قندیل

رہی ہی جون قمرِ منخسف سدا بی نور
سیاہ بختونکی بالین گور کی قندیل

پڑی ہی جو عکس ترا جام مین تو ہو روشن
حباب بادہ تجلی سی طور کی قندیل

عیان ہی یون سحری ورنسیا مین خورشید
کہ جیسی شیشکو نظر آئی دور کی قندیل

سوای دل کی ہو تاریخ باغِ خلد سی آہ
کبھی پسند نہ اوس شنگ حور کی قندیل

اوڑی جو آہ کی ہمرہ نکل کی پارۂ دل
ہوئی ہوا مین وہ صورت طیور کی قندیل

وہ شہر مین یہہ سحری نازِ قیامت زا
کہ اونکی رکھنی کو لازم ہی صور کی قندیل

نسیم کیا ہی کہ روضہ مین تشنہ جانونکی
نہ گل ہو بادسی آوازِ صور کی قندیل

سمجھنا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی ذوق
یہہ روشن آپ ہی کیون اپنی گور کی قندیل

ناتمام
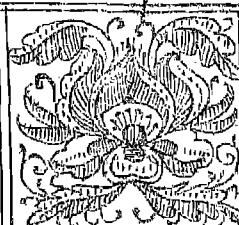
دیوانہ ہون تیرا مجھی کیا کام کہ لون گل
زیبائش سر کو ہی میری داغ جنون گل

سو ٹکڑی ہین اپڑی کی برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل

اوس گلمین بنایا اثر بوئی محبت
سو بار سونگھائی اوسی پڑھ پڑھ کی فسون گل

ہی روشنی خانۂ دل سوز محبت
کافر تو بنا شمع حرم کیونکہ کرون گل

پیکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر
اوس تیر سی ہی دلمین درون غنچہ بیرون گل

ردیف میم

پابند جون دہان ہین پریشانیون مین ہم
یارب ہین کسکی زلف کی زندانیون مین ہم

ہوتے نہ یاد زلف تو خط شکستہ مین
لکھتی لف خطون کی نہ پیشانیون مین ہم

زنجیر مین ہی نالہ زنجیر کی طرح
جوش جنون سی رہتی ہین جولانیون مین ہم

پائی نہ تیغ عشق سی ہمنی کہین پناہ
تربت حرم مین ہی ہین تو قربانیون مین ہم

دوزخ ہی جائی لغزہ ہل من مزید بہول
لائین جو آہ کو شرر افشانیون مین ہم

پاکوبیونکو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
پہر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

تم بہی نہین جگر پہ رہی اسقدر رہی
سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

مطلب سے اپنی کون ہی آگاہ جز خدا
جون خط سر نوشت ہین پیشانیون مین ہم

ہین آئینہ مین صورت تصویر آئینہ
آئینہ رو کی سامنی حیرانیون مین ہم

ہو وہ عزیز سورہ یوسف سی بہی سوا
رکہدین تری شبیہ جو کنعانیون مین ہم

کیا جانین ہم زمانکو حادث ہی یا قدیم
کچہ ہو بلا سی اپنی کہ ہین فانیون مین ہم

کیون جسکی ہجر مین ہوئی شرمندہ یار سی
اب رہی ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم

پوشیدہ ان نگاہون سی جوش مین رات دن
ترسا لیہود کرتی ہین نصرانیون مین ہم

سینہ کا چاک سینی کی فرصت کہان کہ ہین — مصروف زخم دل کی نگہبانیون مین ہم

ہیم کدورت دل صیاد گر نہو — کیا کیا اوڑائین خاک پر افشانیون مین ہم

دکھلائین روز حشر کو بین السطور سی — اپنی سیاہ نامہ کی طولانیون مین ہم

جاسکتی ضعف سی نہین کوچہ مین اوسکی ذوق
بہ جاتین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

شمع یاران ہوا ایک رات بہا آنسو گرم — برسون یہان تکیہ سی نکلا ہی سر کو ہو گرم

بل بی آتش غم دل کو کری بیہ تو گرم — کہ زمین پشت سمک تک ہو تہ پہلو گرم

لطف بوسہ نرہا ہم پہ ہوا جب تو گرم — شربت قند دیا کر کی بہ آتش جو گرم

تن رہا یون ہی تپ غم سی اگر گرم مرا — سیخ آہن کیطرح ہونگی بدن پر مو گرم

نیشتر جلکی نہ جون کشتہ فولاد ہو خاک — نکلی ہی آتش سودا سی سری لوہو گرم

کٹ سکا صید محبت کا نہ قاتل سی گلا — اوسنی پتھر پہ بہہ رگڑا کہ ہوا چاقو گرم

آتش دل سی پس از مرگ برنگ شعلہ — خاک عاشق سی نکلتا ہے گل خودرو گرم

مہروش بل بی تری حسن جہانتاب کی تاب — رخسی گرم آئینہ ہو آئینہ سی زانو گرم

کیا کہون نامہ جانسوز کی اپنی تاثیر — جلگیا بس کہ کبوتر کا ہوا بازو گرم

سر مجروح کو ٹکرا کی کیا وہ اور مین — چونکا اوسوقت کہ جب نہہ پہ پہلو ہوا گرم

آج جو سر دِن نسیمِ چمنی خوب بھیں

ہفتاد و دو فریق حسد کی حد سی ہین
اپنا ہی یہہ طریق کہ باہر حسد سی ہین

مردار ہین وہ طائرِ سدرہ ہی کیون نہو
تیرِ نگاہِ یار کی جو دور زد سی ہین

خورشید وار دیکھتی ہین سبکو ایک آنکھ
روشن ضمیر ملتی ہر ایک نیک و بد سی ہین

وہ مست ہون کہ رکھتی قدح کش تیمنا
بنیادِ میکدہ مری خشتِ لحد سی ہین

جاں دادگان عشق سی پوچھو رہِ فنا
ہمہین جنابِ خضر ابہی نابلد سی ہین

تسلیم ہم ہی سرو سی اونکو جو بی وقوف
رکھتی امیدِ دوستی اوس سرو قد سی ہین

دشنام دو کہ بوسہ خوشی ہی ہی آپکی
رکھتی فقیر کام نہین رد و کد سی ہین

سب ہین خنک دلون کی نہو گرمِ فقیر
سمجھو کہ کرتی برف کی پوشش نمد سی ہین

وہ ایکدم کہ جسمین میسر ہو وصلِ یار
بہتر سمجھتی ہم اوسی عمرِ ابد سی ہین

جتنی ہین بیان مزی روشِ لفظِ شراب
ہوجاتی بی مزہ ہین جو بڑھجاتی حد سی ہین

ہرچند ناتوان ہین مگر رکھتی دل قوی
ہم عشق کے کمک سی جنون کی مدد سی ہین

جانان لباسیون کی نہ ظاہر لباس پر
عاری عبا ہی ہوش و قبا ہی خرد سی ہین

محفوظ ہین جو رکھتی درِ حرف قدر پر
ابجد کا قفل قاعدۂ اب جد سی ہین

ہم کرتی ذوق عشق کا دعوی سند سی ہین

ملا ہین کچہو نسی اونکی مدام لیتی ہین
ہم اپنی ہاتہو نکا مژگان سی کام لیتی ہین

تیری خرام کی پیرو ہین جتنی فتنی ہین
قدم سب آنکی وقت خرام لیتی ہین

شب وصال کی روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجہسی مری انتقام لیتی ہین

تیری اسیر جو صیاد کرتی ہین فریاد
تو پہر وہ دم ہی نہین زیر دام لیتی ہین

جہکا کی ہی سر تسلیم ماہ نو پر وہ
غرور حسن سے کسکا سلام لیتی ہین

تیری قتیل بتاتی نہین تجہی قاتل
جب اونسی پوچہو اجل ہی کا نام لیتی ہین

ہم اونکی زور کی قائل ہین وہی شہ زور
جو عشق مین دل مضطر کو تہام لیتی ہین

فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہی اونکا
وہ مول ایسی ہزارون غلام لیتی ہین

ہماری ہاتہہ سی ای ذوق وقت مینوشی
ہزار ناز سی وہ ایک جام لیتی ہین

دود دل سی ہی یہہ تاریکی میری غمخانہ مین
شمع ہی ایک سوزن گم گشتہ بس کاشانہ مین

مین ہون وہ وحشت کہ مدت سی اس ویرانہ مین
برسون مسجد مین رہا برسون صنمخانہ مین

مستی و ناآشنائی وحشت و بیگانگی
یا تیری آنکہون مین دیکہی یا تیری دیوانہ مین

مین وہ کیفی ہون کہ پانی ہو تو بنجائی شراب
جوش کیفیت سی میری خاک کی پیمانہ مین

عشق کو نشو و نما منظور کب ہی ورنہ سبز
تخم تنگ شمع ہو خاکستر پروانہ میں

برق خرمن سوز دانائی ہی نافہمی مری
ورنہ کیا کیا لہلہاتی کھیت میں ہر دانہ میں

کس سے الفت ہی دیکھو تھا حسن و عشق
زلف وہان شانی لی کھینچی ہر وہی یہاں شانہ میں

ایک ساغر ہو مبی کو شیخ جی کعبہ گئے
ذوق ہمت قابل بوسہ ہی اس میخانہ میں

رکھتا ہوں لیک سینہ دنیا سی تنگ ہوں
پارس ہی ہو تو جا بنا مردار سنگ ہوں

ہوں وہ شگفتہ دل کہ دو رخ میں تنگ ہوں
آہن کی طرح آگ میں بھی لالہ رنگ ہوں

مجھ ہی سو پہلی سیر اوٹھاتی فلک ہیں
محفل میں اوسکی میں کوئی جوہر کا رنگ ہوں

منظور مجھکو ضبط ہی دل کو اضطراب
دل میرا مجھسی تنگ ہی میں دل سی تنگ ہوں

پروانہ میں نہیں تو ہی ہوں شعلہ دوست
ملتی ہی ہوں تو خال دہان تنگ ہوں

ہاشم

ہمی ملا کر ساقیان سامری فن آپ ہیں
کرتی ہیں جادو سی اپنی آنکھ روشن آپ ہیں

زلف اپنی دوش کو دیکھو گر وہ ہی فن آپ ہیں
ہوں سجا ہی مہج پیدا مار رہزن آپ ہیں

چشم آئینہ میں کب تیرا سا ہی نگاہ
اسطرح جاتی ہیں دیکھا یا کہ دامن آپ ہیں

ہمتا ہی سیل حوادث سی کچھ تی مرد پاک
شیر سید ما تیر ناہی وقت رفتن آپ ہیں

صحبت صافی دلان سی ہون مکدر تیرہ دل
زنگ سی لو وہ ہو جاتا ہی آہن آب مین

اب بہی گریہ سی مجہی فرصت نہین فوارہ وار
کوکہ مین ڈوبا کہڑا ہون تا بگردن آب مین

طاس فلیان مین رکہا ہی اوسنی ابر مردہ کو
ڈوب مر رو کی تو آہر ہمین آب مین

دیکہنا آپی دوپٹا موہنہ پر اوسکی وقت خواب
سچ اگی مین ہی مہ یا مہر روشن آب مین

مین وہ ہون نفسیدہ دل کہ جالی ایک دریا کو
گر پڑی گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین

یون رہا مین زندگی بہر تشنہ دیدار یار
جیسی مستسقی کا دم ہوتا مردن آب مین

سایہ سرو چمن تجہہ بن ڈراتا ہی مجہی
اژدہا بن بن کی شب ای رشک گلشن آب مین

وعدہ ہی آنیکا اوسکی ابر کہلجائی تو آئی
ڈالتا ہون دمبدم اوٹہا اوٹہا کی روغن آب مین

خط کو ہم لکہنی جو بیٹہی آنکہہ سی ابڈی ہی یہہ اشک
بہہ گیا خط لکہتی لکہتی مشق مین آب مین

غزل

اس گلستان جہان مین کیا گل عشرت نہین
سیر کی قابل ہی یہہ پر سیر کی فرصت نہین

علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین
وہ فلاطون ہی تو اپنی قابل صحبت نہین

خواہ پہرتا ہی فلک اور خواہ پہرتی ہی زمین
پر ہماری واسطی یہان منزل راحت نہین

بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل
ہوتا والی شور واویلا و واحسرت نہین

موہنہ مین گر پانی چوادی یار اپنی ہاتہہ سی
مرگ کی تلخی سی شیرین تر کوئی شربت نہین

ہی نوشتہ مین تری بیمار کی صحت کہان — جسکے نسخہ مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کہان کی زخم تیغ قاتل جو بجا لائی نہ شکر — کوئی بہی اوس سی زیادہ کافر نعمت نہین

خاک ہوکر بہی فلک کے ہاتھ سی ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا ایسی صحن ہی دشت عدم — روز کر لیجی چہل قدمی مگر رخصت نہین

سیر کی حسرت پاؤن پہیلا ہی تو پہر دو جہان — ہو اگر یک عرصۂ میدان تو کچہ وسعت نہین

ایک دل اور اوسپر اتنی بار غم پہدری دل — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین

ذوق اس صورتکدہ مین ہین ہزارون صورتین
کوئی صورت ایسی صورتگر کی بی صورت نہین

وقت پیری شباب کی باتین — ایسی ہین جیسی خواب کی باتین

اوسکے گہر لیچلا مجہے دیکہو — دل خانہ خراب کی باتین

واعظا چہوڑ ذکر نعمت خلد — کہہ شراب کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مرے — ہین یہ چشم پر آب کی باتین

یاد ہین سب جبین کہ بہول گئی — وہ شب ماہتاب کی باتین

مجہکو رسوا کرینگی خوب اے دل — تیری یہ اضطراب کی باتین

جاؤ ہوتا ہی اور بہی خفقان — سنکے ناصح جناب کی باتین

جام مے لب سے تو لگا ہے / چھوڑ شرم و حجاب کی باتین

سنتے ہین اوسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم / کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھا ہے دل نے چھیڑ قصۂ زلف / کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق / ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین

ہے جی مین اپنی غرّہ جوہر کو توڑ دون / آئینہ خیال سکندر کو توڑ دون

مین کاٹ دون پہاڑ کو پتھر کو توڑ دون / پر کیونکہ خنجر سے بت کافر کو توڑ دون

کیا دور جام ہو جو کہے سر پہ دور چرخ / گر چاک پر پھرے تو مین ساغر کو توڑ دون

راہ جنون مین چلدا اوٹھاؤن جو مین قدم / پائے رفیق و ہمت رہبر کو توڑ دون

کیا دشمنی ہے اہل کرم سے کہے ہے چرخ / یہانتک جھکاؤن شاخ ثمر ور کو توڑ دون

ساقی لڑائیون سے تری چاہتا ہے جی / باہم لڑا کے شیشہ و ساغر کو توڑ دون

احسان نا خدا کے اوٹھائے مری بلا / کشتی خدا پہ چھوڑ دون لنگر کو توڑ دون

ہر موج بحر عشق کو یہ بل ہے بل بے زور / کہتی ہے دست و پائے شناور کو توڑ دون

نازک کلامیان مری توڑین عدو کا دل / مین وہ بلا ہون شیشہ سے پتھر کو توڑ دون

پھر اوس مژہ کو یاد کرے لا تو دل مین ذوق

نشتر چبہو کی مین سر نشتر کو توڑ دون

تمام

چہوڑا تار وحشت نی ہماری جیب و دامن مین
نگر تار نفس سینہ مین سمجہو یا گریبان مین

کوئی ڈہونڈی کہ ہر دل کو ہجوم داغ سوزان مین
ملی کہوج ایک پروانہ کا کیا اپنی چراغان مین

کبہی ہی جا بجا ہی دل شکایت تشنہ کامی کی
رہی اب اوسکی جبتک تیغ مین خنجر مین پیکان مین

ہدف ہی تیر کا اوسکی گل ہر داغ دل میرا
ہمیشہ اب پیکان سی ہے شبنم سی گلستان مین

جو لذت آشنائی مرگ ہوتا خضر تو ہرگز
نہ پیتا آب حیوان ڈوب مرتا آب حیوان مین

تمام

آج اونسی مدعی کچہہ مدعا کہنی کو ہین
پر نہین معلوم کیا کہوینگی کیا کہنی کو ہین

وصف چشم اور وصف لب اوس یار کا کہنی کو ہین
آج ہم درس اشارات و شفا کہنی کو ہین

ہین دہن غنچون کی وا کیا جا بجا کیا کہنی کو ہین
شاید اوسکو دیکہکر صل علی کہنی کو ہین

ہین تری ہاتون کی قربان واہ کیا مارے ہین تیر
سب دہان زخم تجہکو مرحبا کہنی کو ہین

وہ جنازی پر مرے کس وقت آئی دیکہنا
جبکہ اذن عام میری اقربا کہنی کو ہین

تمام

عنقا کی طرح خلق سی عزلت گزین ہون مین
ہون اسطرح جہان مین کہ گویا نہین ہون مین

میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں / میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں

اوس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمیں ہوں میں / مانند سایہ سر سے قدم تک جبیں ہوں میں

تارا سا تہ بہ ہوں میں کنوئیں کی برنگ آب / نام تہاں پہ میرا ہی زیر زمیں ہوں میں

ہوں طائر خیال نہ پر ہیں نہ میری بال / پر اوڑ کی جا پہنچا کہیں سے کہیں ہوں میں

ناتمام

عم نامہ نیا صفحۂ محشر سے کم نہیں / ہی شور لغات صریر قلم نہیں

گو مضطرب دلکو بیان کرتی ہم نہیں / پر جو نگاہ ہی رگ بسمل ہی کم نہیں

ہی لوث حب زر سی یہ دامن ہمارا پاک / گر جھینٹ ہی پڑی تو نجد درم نہیں

یہ ضبط پیچ و تاب کہ میری سر مزار / گیسوی دود شمع میں ہی پیچ و خم نہیں

منصوبہ بازیکا سری کرتی ہیں حریف / اور مجھ میں مثل بازی شطرنج دم نہیں

سر بازی عشق کے لئی دار الامان کہاں / محفوظ قطع سی سر شمع حرم نہیں

غزل

گذرتی عمر ہی یوں دور آسمانی میں / کہ جیسے جاتی کوئی کشتی دخانی میں

رکا وخوب ہیں طبع کی روانی میں / کہ بو فنا کی آتی ہی سبزہ پانی میں

وفور شک اگر سر باوج ہو اپنا / فلک برنگ گل نیلوفر ہو پانی میں

کہانیان ہین حکایات خضر و آب بقا
بقا کا ذکر ہی کیا اس جہان فانی مین

نہین خضاب سی مطلب ہمین یہہ ہو کی سفید
سیاہ پوش ہوئی ماتم جوانی مین

وہ سبزہ ہی گہر کو سدا رہی اور انکی کہو چمن
پہری ہی ہنکتی ہوئی کو ہی بدگمانی مین

مبصرون سی کہو دیکہین چین ابروی یار
کہ جوہر ایسی کہان تیغ اصفہانی مین

ہمیشہ ہی مجہی سرمایہ بقا مین فنا
حباب وار ہون مین آب زندگانی مین

بجز نثار علی شاہ کون جانی ذوق
تری زبان کا مزا تیری شعر خوانی مین

ناتمام

تو کہی غنچہ کہ اوس لب پہ دہڑی خوب نہین
چپ کیے ہو نہہ چہوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین

سامنی سی مری ٹلتا نہین یا صبح جبتک
سعی کہتا ہا مراد و چار گہڑی خوب نہین

فتنہ سرکش ہی جہپی ہی تک تری آنکہون تلی
دست مژگان سی کوئی ہول کہڑی خوب نہین

موہنہ چہرہ ہی تیغ غم عشق کی کیا موہنہ ہی ترا
بوالہوس تجہہ کو کئی ضرب پڑی خوب نہین

خوبرویون سی بہت آنکہہ لڑی ہر چہ بسر
قسمت ای ذوق کہین ہی لڑی خوب نہین

ناتمام

ہیں یہاں محو خود نمائی میں | بیری پر خود سے خدائی میں
ہے کی ایک بوسہ پر رنجش ابرو | بات کو ڈالن کھٹائی میں
نہیں سے لگے ہیں وہ فرنگی زاد | ماہ ہی منزل ہوائی میں
ذوق ہی اک رند شاہد باز | اوسکو کیا دخل پارسائی میں

ناتمام

ہم اپنی جذبۂ دل کی اثر کو دیکھتی ہیں | وہ پہلی بزم میں دیکھیں کدھر کو دیکھتی ہیں
گہر کو جوہری صرّاف زر کو دیکھتی ہیں | بشر کی دیکھنی والی بشر کو دیکھتی ہیں
وہ روز ہمکو گذرتا ہی جیسی عید کا دن | کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتی ہیں
ہنا کی آئینہ دیکھی ہی پہلی آئینہ گر | ہنرور اپنی ہی عیب و ہنر کو دیکھتی ہیں

اشعار متفرقات غزلیات ناتمام ردیف نون

خط سے کی اوبہی وہ ہوا پیچ و تاب میں | کیا جانیں لکھدیا اوسی کیا اضطراب میں
یہاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں | وہاں ایک خامشی تری سبکے جواب میں
پی بادہ غرور کی میں ہوا ذوق جو منی | کی توبہ لی وقوف لی ناحق شتاب میں

ناتمام

ابکی دل لی لوں تو پہر اوس بت قاتل کو دوں | جان دوں مال دوں ایمان تیر دل کو دوں

چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا ۔ لب کو دون رخ کو دون زلف کو دون تل کو دون

ناتمام

لگی ہے یہ ترے ناوک مژگان دل مین ۔ اتنی مہلت یہ نہین جتنی ہین پیکان دل مین

گھر ہی کر بیٹھا ہمارے غم ہجران دل مین ۔ ہم نے جانا تہا کوئی دن کا ہی مہمان دل مین

ناتمام

گر ترا نور نہین چشم مین کیا ہی اس مین ۔ کہنا فیہ نظر عین خطا ہی اس مین

تو نگین توڑ نہ دل کا کہ بڑی کاوش سے ۔ اسم کو مینے ترے کندہ کیا ہی اس مین

ناتمام

نڈال آبلہ اے گرمی فغان منہہ مین ۔ کہ جیتا بیٹھہ رہون بھر کی ہچکیان منہہ مین

ہمارا پیکی لہو تیری تیر کا سوفار ۔ یہہ چپ ہوا ہی کہ گویا نہین زبان منہہ مین

ناتمام

کیون نہ لڑوں مین او نہین غیر کہ کرتی ہین ستم ۔ ہمنشین جنکی نصیبی کہین لڑجاتی ہین

اتنی بگڑی ہین وہ مجہسی کہ اگر نام اونکا ۔ لکھتا کاغذ پہ ہون تو حرف بگڑ جاتی ہین

ناتمام

اسیر رنج و غم مین ہجران مریض جان بلب ہون ۔ اور اوس پر تلک جیتا ہون مین کوئی عجب ہی ہین

کیا صوفی ہو کیا میکش قائل مسی دونوں ہیں ۔ پر مذہب و مشرب سے تغافل مسی دونوں ہیں

مطلع

مرگئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں ۔ بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں

شعر

ہیں ہوں وہ جگر خون کہ مسامات بدن سے ۔ گر خون بھی نکالوں شفقی رنگ نکالوں

شعر

کہتی ہے ماہی بریاں کہ دبیران قضا ۔ داغ دیتے ہیں اوسے جسکو درم دیتے ہیں

مطلع

جس جگہ بیٹھے ہیں با دیدۂ نم اوٹھے ہیں ۔ آج کس شخص کا موںہہ دیکھکے ہم اوٹھے ہیں

مطلع

کہتی تھی آنکھو خاطر سے ہماری پیرہن ۔ ہو گئی برسوں نہ ہوئی پیدہ تمہارے پیرہن

مطلع

یہ طوق اسکے گلے چھوٹا ہوا قمری کی گردن میں ۔ کہ تھا بلبل کی قسمت کا پڑا قمری کی گردن میں

مطلع

زاہد گمراہ کی کس طرح میں ہمراہ ہوں ۔ وہ کہے اللہ ہو اور میں کہوں اللہ بیلن

قطعہ

ہای کل سبب تشنہ لبی مریض عشق کی ‏— ہی علاج ضعف دل اور ضعف تن تجھے فکر
آج گھبرائی ہوئی پھرتی ہین با چشم پر آب ‏— گاہ تدبیر لحد مین گہ کفن کی فکر مین

ردیف واو

دانہ خرمن ہی ہمین قطرہ ہی دریا ہمکو ‏— آئی ہی جز مین نظر کل کا تماشا ہمکو
اس بلندی پہ دیا عشق نی پہنچا ہمکو ‏— کہ فلک آیا نظر خال سی چھوٹا ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہمکو ‏— اور چون خیمہ لیلی ہی سویدا ہمکو
اونسی خط جو قلم سرمہ سی لکھا ہمکو ‏— لکھا اپنا ہی خموشی ہی بہ گویا ہمکو
[illegible] اپنا ہی ہیچ تمنا ہمکو ‏— یعنی جانا کہ کیا خاک سی پیدا ہمکو
شوق مستی مین ہی گلگشت چمن کا ہمکو ‏— چاہیی جای عصا گردن مینا ہمکو
ہوویگا کشتی طوفان زدہ تابوت اپنا ‏— اگر اپنی اگر مرنی پہ سدو نا ہمکو
بستگی دلکو ہی کیون اوس گرہ زلف سی تنگ ‏— کیا سبب کچھ نہین کھلتا یہ معما ہمکو
ہم وہ مجنون ہین کہ گرد رم آہو کی طرح ‏— بہاگتی ہی دور ہی سی دیکھہ کی صحرا ہمکو
کس سی تدبیر درستی ہو ہماری جون الف ‏— کہ شکستونسی بنایا ہی سراپا ہمکو
جا بجا ہم کو جون نقش قدم چھوڑ گیا ‏— خاک گم ہو کی گیا ڈہونڈنی عنقا ہمکو

ہی وہی جنبشِ لبہای جراحت پسِ قتل — کس لبِ تیغ کی بوسہ کا ہی لپکا ہمکو

ہم وہ ہین گرم رہِ راہ وفا جون خورشید — سایہ تک بہاگ گیا چہوڑ کی تنہا ہمکو

ٹپکا مژگان سی لہو ہوکی جگر آخر کار — ایک مدت سی اسی ٹپکی کا ڈر تہا ہمکو

خال سرمہ کا نہین چاہیی زیبا اُنکو — اخترِ سوختہ ہی اپنا ہی زیبا ہمکو

یہہ تڑپون مضطرب و سینہ مین آکہون — دل کا پہنا نظر آتا نہین چلا ہمکو

خطِ ناوا م سی لکہو گورِ پہ تاریخ وفات — کہہ رہی وصل کی تا مرگ تمنا ہمکو

کون غلطیدہ تہا خاک بسر کوچہ تیرے — خواب شب بسترِ مخمل پہ نہ آیا ہمکو

جسکی آواز سی ہون رونگٹی سوہان کی کہڑی — وہ محبت نی دیا سلسلہ پایا ہمکو

ایک حلاوت ہی عداوت مین بہی اوس ظالم — کہ اگر زہر بہی دیتا ہی تو میٹہا ہمکو

دیکہا آخر نہ کہ پہوڑی کی طرح پہوٹ ہی — ہم بہری بیٹہی تہی کیون آپ نی چہیڑا ہمکو

ٹپکی ہی جا بجا عرق ہر بنِ مو سی پیکان — یہہ ہدف کسنی کیا تیرِ جفا کا ہمکو

ہمسفر ہونہ سکا کوئی بہی اپنا لیکن — جادہ پونہچا ہی گیا تا لبِ دریا ہمکو

ہم وہ ہین رند کہ اس عالمِ پیری مین بہی ہای — ہین میخانہ سی جون شیشہ ملا ہمکو

سنگدل تین دن اب گور مین بہی بہاری ہین — ہی سیوم مین تیری آنیکا جو دہڑکا ہمکو

تو ہنسی سی یہہ سمجہہ مرتی ہین ہم بہی تم پر — مار ہی ڈالیگا بس رشک ہمارا ہمکو

پہرتی ہی آنکہہ کی پہیرنی گلی پر خنجر | ہو چکا آپکا معلوم ہی ایسا ہمکو
گرمی تب سی ہوا سوز درون جو فنا | ہو گیا مارے خجالت کی پسینا ہمکو
حسرتا می خواری وحشت کہ گریباں کا تار | ہو گیا ضعف سی تار رگ خارا ہمکو
کہانی پینی کی قسم کہائی ہی تجہہ بن ہمنے | ورنہ سی زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو
ہمت اوہین شور قیامت سی ہی مست الست | کبہی چہنبک نہ قسم لب مینا ہمکو
ہم تشہر کہین اب کبہی زیارت مجنون | سر پہ پہرتا ہی لیے آبلہ پا ہمکو
وصل کا اوسکی تصور جو بندہا تہا کبہی | تو مری ہجر مین ہی آتی ہین کیا کیا ہمکو
واہ قسام ازل صدقہ ہم قسمت کی | جام عشرت اوسی اور داغ تمنا ہمکو
دل مین پیشتر نگہ یار کا اہی کہٹکا | وہی پیش آیا جو مدت سی تہا کہٹکا ہمکو

قطعہ

رکہی ہر طرح سی صیاد نی کی گو ہر تعظیم | ہاتہہ سی اوس ستم ایجاد کی ایذا ہمکو
صید ہی مین نہ فقط ذبح کا کچہہ قصد رہا | صلح ہی ہمری تو پہر کاہی کو چہوڑا ہمکو

ذوق بازیچہ طفلان ہی سر آ پہونچا ہین
ساتہہ لڑکون کی پڑا کہیلنا گویا ہمکو

رند خراب حال کو زاہد نہ چہیڑ تو | تجہکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنون
دیگا تمام عقل کے بخیے ادھیڑ تو

ہمراہ وان کا توسن چالاک اسلیے
تجھکو دیا کہ جلد کرے بہانسی ایڑ تو

اے زاہد دو رنگ نہ پہن آکے تو بنا
مانند صبح کاذب ابہی ہے ادھیڑ تو

اس صید مضطرب کو تامل سے ذبح کر
داماں و آستیں نہ لہو میں لتھیڑ تو

جو سوتی ہیں باعث فتنہ انکو جگا کے پہر
دروازہ گہر کا اوس سگ دنیا سے بہیڑ تو

مرجائیگا جو پیچ اگر پہنچا دام زلف
ہیہات یہ اوسکی چال کا بانکا بیڑ تو

پہنچیگا تو ہر میں منزل فراغ
غافل نہ پاؤں جسم کی پہیلا سکیڑ تو

آزاد اسکو کوئی محبت کی ہاتھ اوٹھا

اے ذوق بہلو ہاتہ لنگیکا کہیڑ تو

ہوت سے ہی کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو
غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو

ہو تو ہو آباد کچہ ہمسے جہاں آباد دل
عشق غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو

کہتی ہیں نہ رقیبانسے وہ اے چشم یار
تیری مستوں کی صفیر خواب غفلت ہو تو ہو

گرچہ ہی ہم کہین پروانہ سا لکم
آدمی سے کیا ہو لیکن محبت ہو تو ہو

انتظار یار میں چشم ہو جاوے سفید
مردمک کے سیاہ کہاں ہو داغ حسرت ہو تو ہو

او ستے ہی پایا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہو ور پست قامت ہو تو ہو

اب زبان پر بھی نہین آتا کبھی لفت کا نام — اگلی مکتوبون مین کچھہ رسم کتابت ہو تو ہو

آج ایک پگڑی ہولی ہی میکدہ مین ہر مے
ذوق وہ تیری ہی دستار فضیلت ہو تو ہو
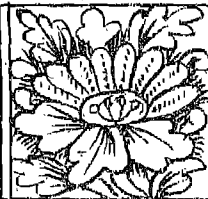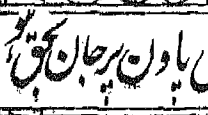
سنا نہین ہی کہ امداد دل کو تپش کا حوصلہ ہو کہ مرد قلق ہو
یہی حق ہی قاتل اگر حق دلائی یہہ بسمل تری پاؤن پر جان بحق ہو

کتاب محبت مین اے حضرت دل بتاؤ کہ تم لیتی کتنا سبق ہو
کہ جب آنکھ انکو دیکھا تو وہ ہی لیئی دست افسوس کی دو ورق ہو
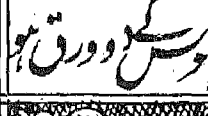
کرو دونون آنکھون کی طبقی یہہ روشن کہ ہو ایک رشک مہ چاردہ تم
سنا ہی کہ تم نور سی اپنی کرلی منور یک جلوہ چودہ طبق ہو

یہہ کشتونکا اوس مانگ کے بہان بنا ہی کہ اون تیرہ بختونکی مرقد پہ لو
اگر سنگ مہ سی کا تعویذ رکھدی تو رکھتی ہی بس درمیان نی وہ شق ہو

مری زندگی تھی ابھی اے ستمگر مسیحائی جو کر گئی تیری ٹھوکر
کہ ٹھکرایا تونی تو یہہ تھا سمجھکر نکلجائی جان کچھہ جو سد رمق ہو
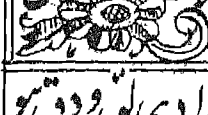
اگر رشک گلشن ہو مجھسی باہم تو گلشن مین ہووے یہہ مستی کا عالم
چٹکنا ہو غنچون کا آواز ضیغم چمن مجھکو ایک وادی لق ودق ہو
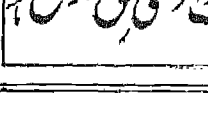
اگر زخم سینہ سی پہاہا اوٹہاؤن تو خورشید محشر کو تپ سی چڑہاؤن

وگر پنبۂ داغ دل کو دکہاؤن تو صبح قیامت کا مونہہ دم مین فق

یہہ بحر و قوافی غزل کی بدلکر رقم ایک غزل کرکہ ای ذوق جس مین

نہو لفظ مغلق نہ تعقید مطلق حروفی الجملہ کچہہ ہو تو مضمون ادق ہو

غزل

جس ہاتہہ مین خاتم لعل کی ہی گر اوس مین پرانی سرکش ہو

پہر زلف بہی وہ دستہ ہو سی جسمین خنجر آتش ہو

ہیہات حلق بریدہ سی یک شعلۂ دل جو سرکش ہو

تو روشن حلقۂ جیب سی اپنی دیکہہ تنور آتش ہو

ہو تیرا اسیر و صبح ہجران ہمسی رخصت مہوش ہو

کیون کہینچون آہ کہ خور سے پنہان زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکہاؤ ساغر چشم کافر کو

تا زاہد پاک پلیت ہو تا صوفی دلکش میکش ہو

کم وہ وہ زخم دل پہ میری کرلی ہو دکہلانیکو

پہر ترش تیغ ناز سے اپنی دل مین کرلے منقش ہو

یہہ غزل زمانہ
طالب علمی کی ہی

دل نخل مین قد کی جون زر کر یا جہپا کر چشم کافر سے

اب ارّہ جنبش ابروسی کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو

لبیک وا دان ناقوس جرس یا خندۂ قلقل نالۂ نے

دل کہینچی مین ہان کوئی ہو پر ایک نوای دلکش ہو

بن تیری گہر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کے

محراب طاق کمان بجائی دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پہ انجم حق نی بنایا اس خاطر

تا ہر لب زخم حسرت پا ہجر کی رات نمکچش ہو

گر کلک آہ کو پہیرون مین تو سرمۂ دود دل سی پہر

سب صفحہ ماہ منور کا جون سینۂ یار منقش ہو

جب ضعف سی مجہکو عشق اٹہا نظر سے گیا وہ کہتا ہی

بس غش نہ کرو معلوم ہوا کچہہ مرنی پر تم صد غش ہو

اک خون کا دریا جذب کیا ہی خاک کوے قاتل نی

ہان دفن کو ایسی کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو

اس بحر مین کیا برجستہ غزل ای ذوق یہ تمنی لکہی ہے

ہان وزن کو جسکی سنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

ناتمام

دن کٹا جاہی اب رات کدہر کاٹنے کو — جب سی تو پاس نہین ڈہونڈہتی ہی گہر کاٹنی کو

ہاہی صیاد تو آیا ہی پر کاٹنے کو — مین تو خوش تہا کہ چہری لایا ہی سر کاٹنی کو

اپنی عاشق کو نہ کہلاوکی چہری سکے — اوسکی آنسو ہی کفایت ہین جگر کاٹنی کو

ناتمام

بجا کہی جسی عالم اوسی بجا سمجہو — زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجہو

نفس کے آمد و شد ہی منازل حیات — جو یہہ قضا ہو تو اسی غافلو قضا سمجہو

پڑہی کتاب کی قصون مین کیا کرو دل صاف — جو دل ہو صاف بہار روضۃ الصفا سمجہو

ہسی جو وہ مری رونی پہ توصف مژگان — نہ سمجہو تم اسی دیوار قہقہا سمجہو

ناتمام

اٹہی وہ سر سی وحشت کا پہر جس سی مضطر ہو — نگین پر نام گر لکہدون نکل گہر سی باہر ہو

ترا مجنون لقہ دشت مین آتش قدم گر ہو — جلا دی زیر پا گر خار مژگان سمندر ہو

بچائی حق تعالی اوس یزیدی رند مشرب سی — کہ خون سید کا جس پر حرم کو خون کبوتر ہو

رہائی قتل پر موقوف ہر گز ہم اسیرون کی — روانی تیغ کی پابستہ زنجیر جوہر ہو

ڈبو دین گر کسی کو وقت آشنا کوئی صحبت بیز | تو ہین ساتھ ہو کیونکہ لکڑی کی دریا مین شناور ہو

ناتمام

کہو سون کیا نشنگی زمانے کو | کہ نہین جا ہی سر اوٹھانے کو

قد کعبہ کا تو کا پھرے اوسی | چوم کر اوسکی آستانے کو

تو سکندر رہو تو عشق مین ہم | ایک آندہی ہین خاک اوڑانی کو

ناتمام

ہیا نشک لاغری ہی اس تیری بیمار کی تنکو | عجب کیا ہی جو سمجھی طوق گردن چشم بنورنکو

زیادہ ہوتا ہی پیری مین فریب نفس امارہ | یہہ بالون کی سفیدی سی شہیدی اس یار پرنکو

کسی نام و شہرت کھینچ لاتی ہی عدم سی بھی | لپٹ کر شل طوق فاختہ عنقا کی گردن کو

ناتمام

ہم آورجو آنکھون مین تیرا شوق تماشا کو | تو شاخ سبزہ سی چشم نرگس مین اب پیدا ہو

سنگ دنیا مین از زمردن ہی دامنگیر دنیا کو | گرا دس کشتی کی مٹی سی ہی کتا گہاس پیدا ہو

ناتمام

تصور کسطرح بہولی تیرا اس چشم گریان کو | نکالی جہہ سی مین کوئی کیا گہری ہوا کو

نکالون کسطرح سینہ سی اپنی تیر جانانکو | نہ پیکان دلکو چھوڑی ہی نہ دل چھوڑا ہی پیکانکو

نا تمام

پھیر دیا جلوہ لی تیری چشم صنم کو — چکرا دیا غمزہ لی تیری طرف حرم کو

کیا پوچھتا ہی تو عمل بغض و محبت — چلتا ہوا تعویذ سمجھہ نقش درم کو

مطلع

دیکھا دم نزع دلارام کو — عید ہوئی ذوق ولی شام کو

مطلع

تم سی ملکر نہ غرفہ سی نکالا موںہہ کرو — اور نہین گر مانتی تو جاؤ کالا موںہہ کرو

مطلع

یا تو پاس دوستی تجھکو بت بیباک ہو — یا مجھی کو موت آجائی کہ قصہ پاک ہو

مطلع

منزل گم گشتگان بالکل الگ دنیا سی ہو — آسمان بیچ اگر دہان بیضۂ عنقا سی ہو

مطلع

اشکباری سی مری مژگان کی ذرا دیکھین تو — کتنی پانی مین ہین فوارہ سی بہلا دیکھین تو

مطلع

جتنا ہی نمک تم مری زخمون مین کہپاؤ — پلکون سی ادہٹاؤ گی نہ ہاتون سی گراؤ

مطلع

تری بیمار کو گر اپنی جینی کی تمنا ہو
فلک پہ بیٹھکے ہنستی ہنستی شادی مرگ عیسیٰ ہو

مطلع

پہنچ ضدی ہی کوئی ضد نہ دلائی اوسکو
گر سنی عود کو غرقی تو جلائی اوسکو

مطلع

خبر گر جنگ نوفل کے تو مجنون اہل ہامون کو
کہ بادہ تا صبا کہجوائی شاخ بید مجنون کو

مطلع

عبث تم یار کا روٹھ سی موہنہ بنائی ہو
وہ لب پہ آئی ہی دیکھو مسکرائی ہو

ردیف ہای ہوز

دل مین تری پیار سی ہم اور زیادہ
تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ

دین کیونکہ نہ وہ داغ الم اور زیادہ
قیمت مین بڑہی دل کی درم اور زیادہ

ساتھ اپنی ہی اب فوج الم اور زیادہ
کر تو ہی بلند آہ علم اور زیادہ

تیز اوسنی جو کی تیغ ستم اور زیادہ
مشتاق شہادت ہوئی ہم اور زیادہ

سرکٹکی سرافراز ہین ہم اور زیادہ
جون شاخ بڑہی ہی کی قلم اور زیادہ

گر شرح جنون لکہی رقم اور زیادہ
ہو چاک ابہی جیب قلم اور زیادہ

دیتا ہی وہ دم باز جو دم اور زیادہ
شیشہ کی طرح پہولی ہین ہم اور زیادہ

گہبرانا جو یاد آیا ترا ہو کی ہم آغوش
گہبرانی لگا سینہ مین دم اور زیادہ

لکہہ کی رقم شوق نی تاثیر جو پیدا
اوٹہنی لگا قاصد کا قدم اور زیادہ

لذت سی محبت کی ہی سر زخم جگر کو
ذوق نمک درد و الم اور زیادہ

کر نیسکو سیہ نہ ورق چرخ کو ای دل
نالہ سی ہمین کوئی قلم اور زیادہ

کیا ہوویگا دو چار قدح سی مجہی ساقی
مین لونگا تری سر کی قسم اور زیادہ

گر میری طرح دوش پہ ہو بار محبت
ہو پشت فلک مین ابہی خم اور زیادہ

دشمن کے بجا سیدہی لگا ہون یہ جو تیغ
سیدہی ہی تو اک اوسمین ہی خم اور زیادہ

ہو جسکو پس از مرگ بہی یاد دہن تنگ
تنگ اوسکو کری کنج عدم اور زیادہ

اوس زلف کی ماری کی اگر خاک کو چہانٹ
پیدا ہو دم افعی مین ہی خم اور زیادہ

اوس شوخ ستمگر کو مری مرگ ہی منظور
ہی زہر نہ کہانا مجہی سم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نی کچہہ پہونکا ہی ایسا
ابہری ہی حباب لب یم اور زیادہ

وہ دل کو چرا کر جو لگی آنکہہ چرانی
یاروں کا گیا اوسپہ بہرم اور زیادہ

ہی سوز محبت سی مری خاک مین گرمی
کیونکر نہ اوٹہاوی وہ قدم اور زیادہ

دکہلائی جو وہ صید فگن چشم کی شوخی
ہو آہوی رم دیدہ کو رم اور زیادہ

ہی روغن قطاب سری گریہ مین اے چشم | بہڑکی ہی جو یون آتش غم اور زیادہ
ہی نکہت ریحان کا دماغ اب کسی بہر | آتا ہی مرا ناک مین دم اور زیادہ
جو پیٹ کی ہلکی ہین یہی بات کب اونسی | روکین تو اہہر جائی شکم اور زیادہ
مہمیز سر خار سی نکلا سر صحرا | کچھ توسن وحشت کا قدم اور زیادہ
صید دل عاشق مین ہی مصحف کافر زدہ | بیخوف ہین اب صید حرم اور زیادہ
گر سرمہ کری خاک خرابات کو صوفی | سوجہین اوسی پہر لوح و قلم اور زیادہ
ای خنجر خونخوار نہ برشش مین کمی کر | ہان تجہکو مری سر کی قسم اور زیادہ
کیا پہرہی جتنا کہ وہ چاہت سی رکی ہی | اوتنا ہی اوسی چاہین ہین ہم اور زیادہ
چالیس قدم ساتھ وہ تابوت کی آئی | کیا ہو جو بڑہین چند قدم اور زیادہ
سرعت ہی اہی نبض مین جون مہم برق | کیا ہوگا جو ہوگی تپ غم اور زیادہ
کہتا ہی مرا شوق جراحت کہ صد افسوس | اوس تیغ دو دم مین نہین دم اور زیادہ
کیون مینی کہا تجہسا خدائی مین نہین اور | مغرور ہوا اب وہ صنم اور زیادہ
کہتا ہی گلی لگ کی مری وہ دم خنجر | لی عشق کا بہر اوسکی تو دم اور زیادہ

قطعہ

اس عاشق بیچارہ کا ہی آج برا حال | گریہ بہی ہی آنکہون پہ ورم اور زیادہ

بیٹھی سر بستر پہ پڑا پاؤن کہان تک | بس پاؤن نہ پہیلا شب غم اور زیادہ

قطعہ
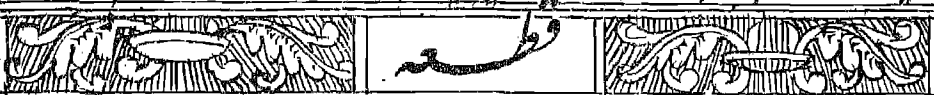
ہی باغ جہان مین بھی گر ہمت عالی | گر گردن تسلیم کو خم اور زیادہ

لیتی ہین ثمر شاخ ثمر ور جہکا کر | جہکتی ہین سبھی وقت کرم اور زیادہ

جو کنج قناعت مین ہی تقدیر پہ شاکر
ہی ذوق برابر وہ نہین کم اور زیادہ

ای ذوق وقت نالہ کی رکہہ لی جگر پہ ہاتہہ | ورنہ جگر کو روئیگا تو دہر کی سر پہ ہاتہہ

مین ناتوان ہون خاک کا پروانہ کی غبار | اوٹہتا ہون رکہہ کی دوش نسیم سحر پہ ہاتہہ

خط دیکہی دل مین تہا کہ زبانی ہی کچہہ کہی | پر اوسنی رکہدیا دہن نامہ بر پہ ہاتہہ

کہاتا ہی اس مزہ سی غم عشق میرا دل | جیسی گرسنہ مارتی ہی حلوای تر پہ ہاتہہ

چون نبض ناشناختہ تو نہ جلا انگلیان طبیب | رکہہ رکہہ کی نبض عاشق تفتہ جگر پہ ہاتہہ

ہی شمع ایک چپ رہی یا دی نسیم صبح | مارے ہے کوئی دم مین تری تاج زر پہ ہاتہہ

چہوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب | تیری نگہ نی صاف کیا گہر کی گہر پہ ہاتہہ

غافل کبہی نہ تونی اوٹہائی ہزار حیف | اگر مزار کشتۂ تیغ نظر پہ ہاتہہ

جو دیکہی اوسکو تہام کی دل بیٹہہ جائی ذوق

ہوش و خرد گئی نگہ سحر فن کی ساتھہ — اب جو ہی اپنی بات سو دیوانہ پن کی ساتھہ

ہی اونکی سادگی بہی با تکلف پھبن کی ساتھہ — سیدہی سی بات بہی ہی نوک ایک بانکپن کی ساتھہ

رو رو قفس مین سی ہین دل پر چمن کی ساتھہ — جب دیکھو زخم تازہ ہی زخم کہن کی ساتھہ

یاد آگیا ستر قد رعنا جو باغ مین — کیا کیا لپٹ کی روئی ہین سرو چمن کی ساتھہ

وحشی کو ہمنی دیکھا اوس آہو نگاہ کی — جنگل مین پہر رہا تہا قلانچین ہرن کی ساتھہ

ناخن بندی خدا آہی بخیہ جنون — لگڑی اوڑا دی جسم کی تو پیرہن کی ساتھہ

افسردہ دل کی واسطی کیا چاندنی کا لطف — لپٹا پڑا ہی مردہ سا گویا کفن کی ساتھہ

یا یاد رات کہین رات بہر کسی — سر مارتی ہی آہ سپہر کہن کی ساتھہ

اللہ سی لاغری کہ تری ناتوان کی نعش — اوڑتی پہری ہی بوی عبیر کفن کی ساتھہ

دوزخ مین ہی پڑین نہ سیدہی ہو کشتگان — آتش مین پیچ و خم ہین سن رسن کی ساتھہ

گندم ہی سینہ چاک فراق بہشت مین — آدم کو کیا نہو گی محبت وطن کی ساتھہ

پہری ہی تاب حسن کہ اوسکا دُریلاق — چشمک زنی کری ہی سہیل یمن کی ساتھہ

وحشت گئی نہ بعد فنا ہی مرا غبار — باتین کری ہی صفت سپہر کہن کی ساتھہ

تیری بلا کش اژدر دوزخ کو کہینچ لین — اک آتشین کمند دل شعلہ زن کی ساتھہ

ممکن نہین ہی ذوق علائق سی چھوٹنا
جبتک کہ روح کو ہی تعلق بدن کی ساتھہ

جنون کی جیب دری مین خوب چلتی ہاتھہ | سلوک سینہ سی ہی کچھہ تو کر کی چلتی ہاتھہ

لگا جو غیر کی عطر اوسکو تو رشک سی یہان | لگین پہ سنگین ہاتھون کی ملتی ملتی ہاتھہ

نہ آیا گور پہ میری وہ بیوفا ورنہ | گلی لگانیکو تربت سی ہی نکلتی ہاتھہ

جو چھیڑی برق کی شعلہ کو تیرا سوختہ جان | تو وہ کہی کہ لگا تو نہ جلتی جلتی ہاتھہ

فقیر وجد مین گرتا تھا اوٹھا کی عالم سی | تو تو پہنچی عرش پہ وہ کودتی اوچھلتی ہاتھہ

مریض سوز محبت کی دیکھتا گر نبض | تو پھر طبیب کی بھی آبلون سی بھلتی ہاتھہ

کوئی جو کام ہو میری اِن سی کسطرح ہو ذوق
نہ اب ہین پاؤن سنبھلتی نہ ہین سنبھلتی ہاتھہ

متفرقات ہای ہوز

رقعہ جو دی ہی اوسی بھیجا ہی انجان کی ہاتھہ | کیسی رسوائی ہی پڑجائی جو دربان کی ہاتھہ

مطلع

تو جان ہی ہماری اور جان ہی تو سب کچھہ | ایمان کی کہینگی ایمان ہی تو سب کچھہ

مطلع

نگہ وہ ترک کہ جسکی ہین جفا کی سپاہ ۔ اور اوسکی نگہہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ

مطلع

زیادہ ہوگا تو گل سی ہی کہین روزہ ۔ کہ ہمین آیا تو رو رہی ہی اور نہین

ردیف یای تحتانی

ہین تری رشک خط رخسار سی ۔ دل مین آئینہ کی جوہر خار سے

شرح فرط حسرت دیدار کی ۔ جو نگہ ہی کم نہین طومار سے

کہائی داغ آتشین رخسار سی ۔ کم نہین دل مرغ آتشخوار سے

ہاتہ اوٹہا عشق کی بیمار سی ۔ کوئی بچتا ہی ہی اس آزار سی

اس ہی کیا دل کو تیر یار سی ۔ ہی مشابہ زخم بہی سوفار سے

میری طرز نالہ ہای زار سے ۔ ہنگی بلبل کی لہو منقار سے

یون نگہ نکلی ہی چشم یار سی ۔ مست جیسی خانہ خمار سے

فرش گل پر مجہکو ہجر یار سے ۔ کم نہین تار رگ گل خار سے

آئینہ اوس شعلہ رخسار سے ۔ گرم ہی دوکان آتشکار سی

بی نصیب اوسکی ہین گر دیدار سی ۔ سینہ و آنکہون کو نظر کے تار سی

مار ہی گر سیلی وہ زلف پر غرور ۔ جہڑ پڑین دندان دہان مار سے

خنجر موج تبسم سے ترے — گل چمن مین ہین جگر افگار سے

وای قسمت تلخکامی ہی نصیب — ہمکو اوسکے لعل شکربار سے

کرتا ہی دست جنون جب کشمکش — جی اوبہتا ہی نفس کے تار سے

سنکے میری جانکنی کو کوہکن — جون صدا اولٹا پہری کہسار سے

کچھ ہی اوس نازک بدن کو بار غم — گر کمر باندہی نظر کی تار سے

نقطۂ خال اوسکا سوداخیز ہی — پہرتی ہین ایک پانو ہم پرکار سے

اوٹھہ چکا وہ ناتوان جو رہگیا — دبکی تیری سایۂ دیوار سے

توبہ توبہ کہتی استغفار سے — وقت توبہ میری استغفار سے

اپنی دامن کو بچا کر جائیو — برق میری وادی پرخار سے

جا بہی بحر محبت مین کہان — کشتی اوسکی تیغ لنگردار سے

اب وہ آتی جب نگہ کو ضعف سے — کم نہین مژگان کی صف دیوار سے

تیری ہی پاؤن پہ اوٹھا نا گرا — سر مرا اوڑکر تیری تلوار سے

اوس دہن کا نکتۂ موزون عجب — منتخب ہی مخزن اسرار سے

صاف ایک سرشفق آلودہ ہی — زلف اوسکی سرخی رخسار سے

چاک عاشق پردسی جامی قبا — فتنۂ محشر ترے رفتار سے

ناکسونسی کیا رکین وارستگان | او بہی کب دامن صبا کا خار سی

زلف کی پیچی سی دل ڈرتا نہین | لہوٹ بہاگی ہی وگرنہ مار سی

قطعہ

دل کو آئینہ کی گر گردی گداز | یار اپنی گرمی رخسار سے

جوہر اوس سی یون اوٹہالین جسطرح | حرف قرطاس غلط بردار سی

بی تمیزونکو ہو نقصان لطف ذوق
لین ہین نام طفل آدہا پارسی

تیری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھی | اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھی

نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھی | اسی تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھی

شہیدان محبت خوب آئین وفا سمجھی | بہا خون کو ہی قاتل مین اوسکو خون بہا سمجھی

وہی کچھ تلخکام زندگانی کا مزا سمجھی | کہ جو زہراب تیغ یار کو آب بقا سمجھی

ہر اک گمے دشت مین سوا اندازہ رفتنہ را سمجھی | فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھی

ستم کو ہم کرم سمجھی جفا کو ہم وفا سمجھی | اور اسپر بہی نہ سمجھی وہ تو اوس بت سی خدا سمجھی

برائی مین ہماری وہ اگر اپنا بہلا سمجھی | برا سمجھی برا سمجھی برا سمجھی برا سمجھی

تجہی ای سنگدل آرام جان مبتلا سمجھی | پڑین پتہر سمجھ پر ایسی ہم سمجھی تو کیا سمجھی

وہ ہمسے خاکسارونکو حباب لب سا سمجھی | ہم اپنی خاکساری اپنی حق مین کیمیا سمجھی

تری کشتہ جو یوں خواب عدم سے یک بیک چونکے — مگر شور قیامت کو تری آواز پا سمجھے

نسیم صبح گلشن میں اگرچہ ہو دم عیسے — ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگزا سمجھے

رواں ہوتا ہے اس بستان سرا سے کاروان گل — چٹکنی کو صبا غنچے کے آواز درا سمجھے

نہ دے رخصت نظر کو میری جانب کیوں تغافل سے — اسی ہی آپ کیا میرا ہی بخت نارسا سمجھے

حباب آسا نہ پوچھے مجھ سے پھر سے دل کی زخموں کا — حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے

اگر دل کو نکالا چیر کر پیکان تو رہنے دو — کہ عاشق اپنے پہلو میں اسی کو دل کی جا سمجھے

کرے آہ رسا میری جو سیر عالم بالا — فلک کو بھی یوں ہیں ایک آبلہ سا زیر پا سمجھے

ہنسے ہے زخم دل تدبیر پر جراح کی کھل کر — انہیں ٹانکے نہ سمجھے خندۂ دندان نما سمجھے

محبت سے ذرا اگر موم ہو اوس سنگدل کا دل — دل بشکستہ میرا اپنے حق میں مومیا سمجھے

عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبوں کا — کرے بنگی لیکے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے

مجھے آتا ہے رشک اوس رند مے آشام پر ساقی — نہ جو دع ماکدر جانے نہ جو خذ ما صفا سمجھے

نہ آیا خاک بھی رستہ سمجھ میں عمر رفتہ کا — مگر سمجھے تو داغ معصیت کو نقش پا سمجھے

خبر سنتا ہے قاصد سے ہوئی ہم بیخبر بالکل — تری پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سمجھے

نحوست بھی سعادت ہو گئی سودے میں زلفوں کے — کلیم تیرہ بختی سر پہ ہم ظل ہما سمجھے

گشاد کار ہمنے پنجۂ تقدیر کو سونپا — خرد کی تیز ناخن ناخن انگشت پا سمجھے

بلا اوس زلف کی مصرع مین ہے مضمون پیچیدہ
اوسی سی یہہ کہلی جو معنی ناز و ادا سمجھے

ہوائی زلف کو چہیڑا اور اپنا دل لرزتا ہی
کہین ایسا نہ ہووی ہمسی وہ کافر ادا سمجھے

سمجھہ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اوسکر
کوئی جانی تو کیا جانی کوئی سمجھی تو کیا سمجھی

کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
نہ دی شراب تو کر کوئی کباب تو دے

بجھیگا سوز دل ای گریہ پل مین آب تو دی
وگرنہ آگ مین دینا یونہین عذاب تو دی

گزرنی گریہ میری سر سی اتنا آب تو دے
کہ سر پہ چرخ ہی دکہلائی جون حباب تو دی

کہلی ہی ناز سی گلشن مین غنچہ نرگس
ذرا دکہا اوسی تو چشم نیمخواب تو دی

بلا سی آپ نہ آئین پر آدمی اونکا
تسلی آکی مجہی وقت اضطراب تو دی

صبا بگولہ بنی اس اسیر زلف کی خاک
کہ بعد مرگ بہی معلوم پیچ و تاب تو دی

بلا سی کم ہو گریہ سی میرا سوز جگر
بجہا پر اوسکی ذرا آتش عتاب تو دی

نگار بستہ فتراک تو تہی مقدور
ہوا نہ یہہ بہی کہ بوسہ سر رکاب تو دے

نشی مین ہوش کسی جو گنی حساب کبہی
جو مجہکو دینی ہین بوسی بلا حساب تو دی

جواب نامہ نہین گر تو لکہہ دو نامہ یار
جو لوٹہین قبر مین عاشق سی کچھہ جواب تو دے

رکہی ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
نہین یہہ تہا کہ بہر کاسہ حباب تو دی

خاک دلون کی اگر مشتِ خاک دوزخ میں ۔ پڑی تو دونہی اکبار آگ داب لو دے

پہنچ رہونگا سرِ منزلِ فنا ہی ذوق
مثالِ نقشِ قدم کرلی پا تراب لو دی

کب حق پرست زاہدِ جنت پرست ہی ۔ حورون پہ مر رہا ہی یہہ شہوت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیی معنی پرست ہو ۔ آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
درویش ہی وہی جو ریاضت میں چست ہو ۔ تارک نہین فقیر بھی راحت پرست ہی
جز زلف سوجھتا نہین ای مرغِ دل تجھی ۔ خفاش تو نہین ہی کہ ظلمت پرست ہی
دولت کی رکھ نہ مارِ سرِ گنج سی امید ۔ موذی وہ دیکھا کیا کہ جو دولت پرست ہی
عنقا کی گم کیا ہی نشان نام کی لیے ۔ گم گشتہ کون کہتا ہی شہرت پرست ہی
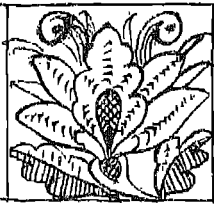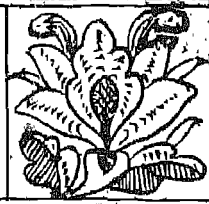
یہہ ذوق می پرست ہی یا ہی صنم پرست
کچھہ ہی بلا سی لیک محبت پرست ہی

زخمِ دل پر کیون مری مرہم کا استعمال ہی ۔ مشک گر مہنگا ہی تو کیا لون کا بھی کال ہی
قبر میں عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی ۔ لوحِ تربت پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہی
ہی جا ناتہا کفِ پا مین تمہاری خال ہی ۔ لیکن اب دیکھا سویدای دلِ پامال ہی
ابر برسون رو چکا پر سوزِ غم سی اب تلک ۔ خاک میری ڈھیر سی اوڑتی ہین جیسی آل ہی

میری دودِ آہ سی ہی تنگ زمانہ ہی سیاہ
آفتاب آسمان زنگی کی موہنہ کا خال ہے

ہین وہ مجنون ہون کہ ہر اک غنچہ تصویر ہے
مثل عید ہی باعث خوشنودی اطفال ہے

جب سی ہی دل مین کسیکی نوک مژگان کا خیال
نشتر زنبور ہی تن پر مری جو بال ہے

جوشش گریہ کا مری تم کچھ نہ پوچھو ماجرا
چادر آب رواں موہنہ پر مری رومال ہے

دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین ایسے کو نگ
پھر تو خسرو کا بہی گنج سوختہ کیا مال ہے

کہاؤن مین ٹیرا جو اوس بن کیونکہ دل ٹکڑے ہو
جو رگ پان ہی وہ مجھکو تیر کا سا بال ہے

ہین جہان مدفن تمہاری کشتگان زلف کے
نخل کی جا بید مجنون ہی وہان پامال ہے

شوخ قاتل کو مری کیا چاہیئی ہی رنگ پان
خون اعجاز مسیحا سی لب اوسکا لال ہے

بسکہ ہی نور درانیا آفتاب بادہ سے
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یکسال ہے

کہل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کی پڑہی
نامہ بر کا اسقدر اپنی شکستہ حال ہے

ہی اسیران محبت کی بلا سینہ مین آگ
شعلہ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہے

ہوتی ہین اعضا سی لعب پسیدہ تصور سے جدا
کہنچی تصویر مجنون کی نری اشکال ہے
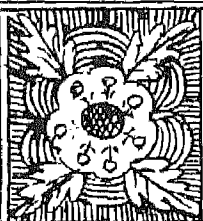
روز محشر سی کئی دن دیکھنی کو چاہیئین
گر یہی امی ذوق طول نامہ اعمال ہے

موئی سر یاران سیہ کا یک سراسر لشکر ہے
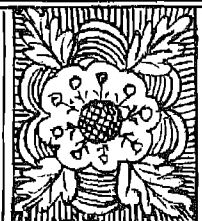
مانگ جو ہی اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکر ہے
آبلہ ہای سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتی ہیں
مزرعہ دل پر میری پڑا اک غم کا اک لشکر ہی
ہو وہی دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
دربی اسکی شامیونکا وہ زلف معنبر لشکر ہے
ہو نہ زحمت کش کو ایذا کیونکہ نہ دیوین جمع ضعیف
دشمن یار زخم رسیدہ مور کا اکثر لشکر ہے
کعبہ تو یہ خدا ہی کہی آج کہ جوش ابرہہ ہیں
اک اصحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پہ لشکر ہے
ہیں وہ شاہ کشور غم یون یار وجسکی ساتھ ہے سدا
جوش اشک کی دولت سی جون موج سمندر لشکر ہی
گاہ ہجوم یاس ہیں ہی دل گاہ ہجوم حسرت میں
ہی یہہ مرد سپاہی پیشہ ہر تا لشکر لشکر ہے
حال چشم جانان کا مژگان سی تجمل دیکھو تو
اوتر الپشت پہ جھپلی سے گیا لیکے سکندر لشکر ہی

ہو وہی امام برحق پیدا ذوق اگر تو دلسے ہی
ہوتا گرد سہلا میون کا جون سبحہ گوہر لشکری

میری خاکستر اوڑی ہی جس سے گردون بنی
اوسمین کچھہ اخگر جو باقی تہی سو وہ کوکب بنی

دل کو رکھدون اوس دم شمشیر پر گر ڈہب بنی
تا یہہ قربانی صراط عشق پر مرکب بنی

خال ای خورشید رو رخ پر تمہاری جب بنی
تیرہ بختان محبت سوختہ کوکب بنی

عشق تعلیم نیاز و ناز یکجا کیونکہ ہو
گر نہ مجنون آ کر لیلی کا ہم مکتب بنی

جو نہون عقدہ کسی کے جون غنچہ تصویر وا
وای قسمت نہ ہماری عقدہ مطلب بنی

ہی سیہ کاری سے نامہ یہان تلک اپنا سیاہ
روز محشر پر پڑی گر سایہ اوسکا شب بنی

سرمۂ چشم کو الکجن بنی ہی دود آہ
ایسا کاجل بن کہ جس سی اوسکا خال لب بنی

صحبت عیسی بنا لی خر کو انسان کس طرح
تربیت سی واقعی نا اہل دانا کب بنی

سو ذیون کو حق ندی آنکہین کہ تا لا دین بلا
عین حکمت تہی کہ معدوم البصر عقرب بنی

عشق ہی ای ذوق وہ کافر کہ جسکے ہاتہہ سے
شیخ صنعان سا مسلمان رند بد مشرب بنی

کچھہ نہین چاہیی تجہیز کا اسباب مجھی
عشق کی کشتہ کیا صورت سیماب مجھی

اوسنی مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھی
چاہیی پہر کفن چادر مہتاب مجھی

کل جہان سی کہ اوٹھا لائی تھی حباب مجھے
لیچلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے

چمن دہر مین جون سبزۂ شمشیر ہون مین
آب کی جا ہی دیا کرتی ہین زہراب مجھے

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون ہی حاشیۂ خط مین
قبلہ و کعبہ لکہا کرتا ہی القاب مجھے

جو میری وقف جوہر مین وہ کہتی ہین عزیز
تیرہ بختی مین ہی جون تیغ سیہ تاب مجھے

کنج تنہائی مین دیتا ہون دلاسی کیا کیا
دل بیتاب کو مین اور دل بیتاب مجھے

قطعہ

مین نہ سمجھا جو دم ذبح تو یہہ باعث تھا
کہ رہا مد نظر عشق کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سی بہی نازک ہو سوا
لیوی اسطرح سی زانو کی تلی داب مجھے

ہو گیا جلوۂ انجم مری آنکھون مین نمک
کیونکہ آئی شب ہجران مین کہو خواب مجھے

غزل اول ناتمام

لیتی ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
تم آگ لینی آئی تھی کیا آئی کیا چلے

ہی غم مجھی تمام شب ہجر مین کہا
رہنی دی مجھہ کہ صبح کا بہی آشنا چلے

چل بی غرور حسن زمین پر رکھی نہ پاؤن
مانند آفتاب وہ بی نقش پا چلے

کیا لیچلے گلی سی تیری ہم کہ جون نسیم
آئی تھی سر پہ خاک اوڑانی اوڑا چلے

افسوس ہی کہ سایۂ مرغ ہوا کے طرح
ہم جسکے ساتھہ ساتھہ چلین وہ جدا چلے

قاتل جو تیری دل مین رکاوٹ نہو تو کیون
رگ رگ کی میری حلق پہ خنجر ترا چلے

آلودہ سرمہ سی ہوئی چشم مین نگاہ | دیکھا جہان سی صاف ہین اہل صفا چلی
کیا دیکھتا ہی ہاتھ مرا چھوڑ دی طبیب | یہان جان ہی بدن مین نہین نبض کیا چلے
لیجائین تیری کشتہ کو جنت مین بہی اگر | پھر پھر کی تیری گھر کی طرف دیکھتا چلی

ای ذوق ہی غضب نگہ یار الحفیظ
وہ کیا بچی کہ جس پہ یہ تیر قضا چلے
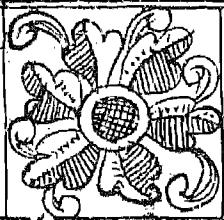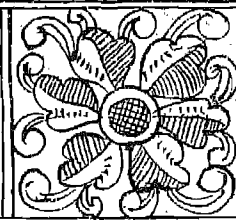
الگ تا ہو نہ کھینچ کھینچ کر مرا ہر تار دامن سی | نہ دامن خار سی چھوٹی نہ چھوٹی خار دامن سے
خبر لون جیب کی یا مین رہون ہشیار دامن سے | جنون اب بہی ہین ناخن جیب سے اور خار دامن سے
لگی ہی اس تمنا مین مری ہر خار دامن سے | کرون دستار مین گر ہو عطا اک تار دامن سے
لگی اوس شعلہ خو کی کون مجھسا زار دامن سے | ادہجہ سکتا ہی کوئی برق کی بہی خار دامن سے
گری گرد ہوتی دہوتی تو صدا ہر تار دامن سے | نچھوٹی خون مرا پر تیری ای خونخوار دامن سے
کیا تو نی کنارا ہمسی اور یا تو نسی وحشت کے | گریبان ہمکنار آکر ہوا ہی یار دامن سی
تری جو سجدہ در سی جبین ہو خاک آلودہ | نہ پونچھین حور عین کے ای پر رخسار دامن سے
ہوا ہی پردہ بہی ہمسی لگی اوسنی یون کیا پردہ | بنایا درمیان اک پردۂ دیوار دامن سے
وہی زیبا ہی اوسکی وسطی جو قطع ہی جسکے | نکل سکتا ہی کوئی آستین کا کار دامن سے
اب اپنی گوشۂ چشم جہت بین ہفت دریا لوگ کہتی | گری تہی اشک کے قطرہ سے دو چار دامن سے

پہرون کھینچی ہوئی کوسون مین اپنی زور جنون سے | اگر بندہ جالی میری دامن کہسار دامن سے
چلینگے آتش رنگ حنائی پا سی گہر گہستے | لا پنہا جو وقت گرمی رفتار دامن سے
نہ کہائی صدمۂ زنجیر نے یہہ پاؤن مجنون نے | کہ اک صدمہ سا پونہچی ہی دم رفتار دامن سے
ہنر نیچا نہین سر پایہ ہمت کو کہ دریائی | گرہ دیکر نہ باندہا گوہر شہوار دامن سی
ہنر لی ہی نہین دیتی خلشکو ہین آرائش | کہ صحرا پونچہتا ہی کب سنان خار دامن سے
سرایت کچہہ جو خون کو کن کر جائی پتہر مین | نکالی لعل ہی پتہر کی جا کہسار دامن سی
فرشتی تیری دامن کو بنائین جانماز اپنی | اگر دہو ڈالی تو داغ مئی بیدار دامن سی
مری پاؤن کی چہالی ہوتی ہین کیا کیا شگفتہ دل | جو کوئی ٹوٹ جاتا ہی الجہکر خار دامن سے
مرا آنسو ہی وہ زہراب نیلا ہو بدن سارا | خدا نا خواستہ لگجائی اہی غمخوار دامن سے
تری مجنون کو ہی وہ جامۂ عریان تنی زیبا | کہ جسکو آستین سی ننگ ہی اور عار دامن سے
یہہ تجہہ بن اشکباری ہی کہ آنسو پونچہتا ہون مین | کبہی تو آستین سے اور کبہی اے یار دامن سے
کہان وہ موسم طفلی کہ ہم دامن سوار ہین | لیا کرتی تہی کار توسن رہوار دامن سے
مرا وہ گریۂ غم خندۂ عشرت سی بہتر ہو | اگر آنسو مری پونچہی وہ گل رخسار دامن سے
مین وہ آلودہ دامن ہون بنائین تار سبحہ کا | فرشتہ پاکدامن لیکی میری تار دامن سے
یہہ صید ناتوان مثل پر فتادہ اوڑجائی | لگالی گر نسیم دامن کہسار دامن سے

ہوا نیکہی کی خواب عدم سے یہہ کیا ایک جلش ناز
کری سو فتنۂ خوابیدہ وہ بیدار دامن سے

نگاہ بوالہوس آلودہ ہی تیری خاک اوٹہاکو
چہپالی تو چراغ شعلۂ رخسار دامن سے

نہو دی دل جلونکی ذوق ہمسایونسی فی الدار سے
کہ کب فانوس پوچہی شمع کا رخسار دامن سے

ہون یہہ لاغر جہک کے قامت یک خس کی بوجہہ سے
جون کباڑہ جہکی ہی ہای مگس کی بوجہہ سی

یہہ اسیری مین گران خاطر ہو بین جاتا ہی ٹوٹ
اہنی قلاب ہی میری نفس کی بوجہہ سی

زندہ تو ڈوبی ہی اور تیری ہی مردہ آب بین
بوجہہ شاید جسم کا کم ہی نفس کی بوجہہ سی

باندہ دی ناقہ کی گردن مین دل نالان قیس
بوجہہ اسکا کم ہی ای لیلی جرس کی بوجہہ سی

نکلی دنیا سی کہان جمع اوٹہا کر یار حرص
رہگیا یہہ تو گدہا دلدل مین ہوسکی بوجہہ سی

اپنی دامن مین نلی میری گل سخت جگر
جی دہڑکتا ہی کہین چولی نہ مسکی بوجہہ سے

کیا ہوا دل نی لیا گر ایک کوہ غم اوٹہا
یہہ نہین ای ذوق دنیا ایسی دسکی بوجہہ سی

رخصت ای زندان جنون زنجیر در کہڑکاگی
مژدہ خار دشت پہر تلوا مرا کہجلائی ہی

سر بوقت ذبح اپنا اوسکی زیر پائی ہی
یہہ نصیب اللہ اکبر لوٹنی کی جائی ہے

واہ واہ شور محبت خوب ہی چہڑکا نمک
استخوان میری ہما کس مزی سی کہائی ہی

ہان مدد طاقت کہی ہی ضعف سی سینی مین دم — دیکھی لبتک خدا کیونکر مجہی پونہچائی ہی

بس کرم سوز دروں بہنچا ینگی دل اور جگر — رحم جوش گریہ پہر چہپائی ابہی بہر آئی ہی

بس الہی ستغا کہ وہ یہان آتی آتی رہگئی — اف رہی بیتابی کہ یہان تیغ دم ہی نکلا جاہی

تیغ مین ہی ذوق کو تیرا ہی لب ہی انتظار

جانب در دیکہلی ہی جبکہ ہوش آجائی ہی

زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر کی — جانیکا نہین چور مری زخم جگر سی

ہم خوب ہین واقف تری انداز کمر سی — یہہ تار نکلتا ہی کوئی دل کی گہر سی

گر ابکی پہری جیتی وہ کعبہ کی سفر سی — تو جانو پہری شیخ جی اللہ کی گہر سی

سرمایۂ امید ہی کیا پاس ہمارے — اک آہ ہی سینہ مین سو نا امید اثر سی

وہ خلق سی پیش آتی ہین جو فیض رسان ہین — ہی شاخ ثمردار مین گل پہلی ثمر سی

حاضر ہین مری جوش وحشت کی جلو مین — پابند ہی ہولی کہسار ہی دامن کو کمر سی

فریاد ستمکش ہی وہ ششیر کشیدہ — جسکا نہ رکی وار فلک کی بہی سپر سی

اشکون مین بہی جاتی ہین ہم سوی دریا — مقصود رہ کعبہ ہی دریا کی سفر سی

اف گرمی وحشت کہ مری ٹہوکرون ہی مین — پتہر پہاڑون کی اوڑی جاتی شرر سی

کچہہ رحمت باری ہی نہین دور کہ ساقی — رو دین جو ذرا مست تو می برسی ابر سی

کشتہ ہون مین کس چشم سیہ مست کا یارب | ٹپکی ہی جو مستی مری تربت کی شجر سے
کہلتا نہین دل بند ہی رہتا ہی ہمیشہ | کیا جانین کہ جائی ہی تو ہمین کدہر سے
نالون کی اثر سی مری پہوڑا سا ہی پکتا | کیون ریم سدا نکلی نہ آہن کی جگر سے

ای ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہی ملاقات مسیحا و خضر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتہر مین گہر کری | انسان وہ کیا نہ جو دل دلبر مین گہر کری
تیر اوس نگہ کا گر دل مضطر مین گہر کری | ناسور عشق زخم کی پہر پہر مین گہر کرے
پتلی سیاہ دیکہو او چشم مست کی | بہورا عجب ہی یون گل عبہر مین گہر کری
یون میری دلمین چہپتی ہی دندان کی اوسکی تاب | ہیری کی جون کنی کوئی گوہر مین گہر کری
بلبل کا آشیانہ ہی گلشن مین کیا عجب | اوس رخنہ دل جو زلف معنبر مین گہر کری
دکہلائی جوش گریہ اگر میری چشم تر | مردم کی غرق سینکڑون پل بہر مین گہر کری
گنبد مین گرد باد کی مجنون نی گہر کیا | سرگشتہ ایسا کون کہ چکر مین گہر کرے
انکہہ اپنی اوسکی لب پہ عجب بہر بہر گئی | جون عنکبوت برگ گل تر مین گہر کرے
قاتل مری لہو کو ستانی ہی جو ہنر | جون مورچہ بند بیٹہہ تیری خنجر مین گہر کری

تمام

آتا ہنین سہ طلعت کیا دیر لگائی ہی — پہنچ اہی کشش الفت کیا دیر لگائی ہی

قاصد تو کب آتا ہی یہ پیک اجل نی ہجر — یہان آئیہین با قسمت کیا دیر لگائی ہی

گر قتل ہی کرنا ہی قاتل کہین جلدی ہو — لاحول ولا قوت کیا دیر لگائی ہے

یہان وعدہ ہی آ پہنچا تو ہتلک آتا ہی — امید رسی تیری غفلت کیا دیر لگائی ہی

ہی بادہ گلستان مین پیتی ہین اہو سکیش — ساقی نی دم عشرت کیا دیر لگائی ہی

دی پہونک کہین دلکو مدت سی سلگتا ہی — ای سوز غم فرقت کیا دیر لگائی ہی

بالین پہ کہا میری ہنگامہ محشر نی — لو اوٹہو کہین حضرت کیا دیر لگائی ہی

اوسکی لب خنجر کا لیتا ہی اگر بوسہ — تو ای دل پر حسرت کیا دیر لگائی ہی
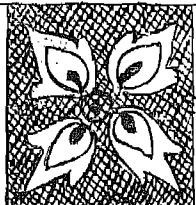
ای ذوق شہیدا اوسکو کرنی ہین کئی عاشق
کرنی ہی اگر سبقت کیا دیر لگائی ہی

خوب وکاسکایتون سی مجہے — تو نی بار اعنایتون سی مجہی

کہتی کیا کیا ہین دیکھہ تو غیار — بار تیری حمایتون سی مجہی

یہہ ہی تقدیر کا لکہا کہ لکھی — حظ وہ کن کن کنایتون سی مجہی

واجب القتل اوسنی ٹہرایا — آیتون سی روایتون سی مجہی

سمجہی ہی وجب الرعایت دو — دشمنون کی رعایتونسی مجہی
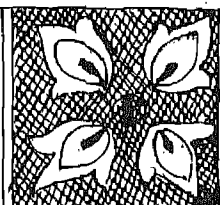
کرنہ گریہ مین تو کمی ای چشم
شوق کم ہی کفاینون سی مجہی

لیگئی عشق کی ہدایت ذوق
اوس سری سب نہایتون سی مجہی

الہی کس بیگنہ کو مارا سمجہہ کے قاتل نے کشتنی ہے
کہ آج کوچہ مین اوسکی شور رہا بی ذنب قتلتنی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہو مین کیا مجہہ پہ کیا بنی ہے
جگر گدازی ہی سینہ کاوی ہی دلخراشی ہی جانکنی ہے

زمین پہ نور قمر کی کرنین صاف اظہار روشنی ہے
کہ ہین جو روشن ضمیر اونکا فروغ اونکی فروتنی ہے

بشر جو اس تیرہ خاکدان مین پڑا یہ اسکی فروتنی ہے
وگرنہ قندیل عرش مین ہی اسیکے جلوہ کی روشنی ہے

ہوئی ہین تر گریۂ ندامت سی اسقدر آستین و دامن
کہ میری تردامنی کی آگی عرق عرق پاکدامنی ہے

ہوئی ہین اس اپنی سادگی سی ہم آشنا جنگ و آشتی سی
اگر نہو یہہ تو پہر کسی سے نہ دوستی ہی نہ دشمنی ہے

لگا نہ اس بتکدہ میں تو دل جو ٹوٹتا ہی تو ٹوٹ کر مسل
کہ کیسا ہی کوئی خوش شمایل صنم ہی آخر شکستنی ہے

نہیں ہی قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہی تونگر
جہاں میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

کوئی ہی کافر کوئی مسلمان جدا ہر اک کی ہی راہ ایمان
جو اسکی نزدیک بہتری ہی وہ اوسکی نزدیک بدتری ہی

تکلف منزل محبت نکر چلا چل تو بے تکلف
کہ جا بجا خارزار وحشت سی زیر پا فرش سوزنی ہی

خدنگ مژگاں کا اسکی شوق اوسکی دل بنا سینہ سپر ہی جسکی
مثال آئینہ سخت جانی لیے سینہ دیوار آہنی ہے

نگاہ اوس پری سی لڑتی ہے
جان کشتی قضا سی لڑتی ہی

شعلہ بہڑکی نہ کیونکہ محفل میں
شمع تجھہ بن ہوا سی لڑتی ہی

تشنہ دست سی جا لڑتی ہے
دیکھو احمق خدا سی لڑتی ہی

ہیں مژگاں کی دو صفیں گویا
ایک بلا ایک بلا سی لڑتی ہی

شور قلقل یہ کیوں ہی دختر رز
کیا کسی آشنا سی لڑتی ہی

نگہ ناز اوسکی عاشق سی ۔ چھوٹ کر کس ادا سی لڑتی ہی
تیری بیمار کی سر بالین ۔ موت کیا کیا شفا سی لڑتی ہی
واہ کیا کیا طبیعت اپنی بھی ۔ عشق مین ابتدا سی لڑتی ہی
زال دنیا نی صلح کی کسدن ۔ یہہ لڑا کا سدا سی لڑتی ہی
تیری شمشیر کی چھینٹون سے ۔ چھینٹی آب بقا سی لڑتی ہی
دیکھ اوس چشم مست کی شوخی ۔ جب کسی پارسا سی لڑتی ہی

سچ ہی الحرب خدعۃ ای ذوق
نگہ اوسکی دغا سی لڑتی ہی

دل کی معاش غم ہی غم کی تلاش ہی ۔ ڈرتا ہون دل سی مین کہ برا بد معاش ہے
اس بتکدہ مین کون ہی کافر تری سوا ۔ تو آپ ہی بت پرست و بت و بت تراش ہے
ہوتی وبال دوش ہین گشتگان عشق ۔ اوٹھ جاتی ہو کر دن ہی مین عاشق کی لاش ہے
لبریز صد نشاط برنگ ہلال عید ۔ سینہ مین میری ناخن غم کی خراش ہے
کرتی ہیہہ شک آہ مین تکلیف کیون عبث ۔ ہوجا بار از دل تو لگا ہو مین فاش ہی
دنبالہ پر جو سرمہ کی دانہی خال کا ۔ گویا کہ دست چشم فسونگر مین ماش ہے
کیا شاد کو خفیف کری ہی زبان خلق ۔ شاباش جسکو کہتی ہین وہ شادباش ہے

اوٹھی جہان ہی سی جو بستر سی وہ اوٹھ
تیرا مریض عشق جو صاحب فراش ہی

برندہ ایک تیغ محرف سی ہے سوا
اوس کج ادائی اور نکالی تراش ہے

مسکن بذیر آج ہی دل مین ہین جتنی غم
روز ازل سی سکی یہین بود و باش ہے

ای ذوق جانتا ہی وہ ہمدرد میرا درد
دل جسکا پارہ پارہ جگر پاش پاش ہے

ہی تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھیگی ہیہ نہ بال برابر لگی ہوئے

بیٹھی بہری ہوئی ہین جسم می کیطرح ہم
پر کیا کرین کہ مہر ہی ہو نہ پر لگی ہوئی

جاتی بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ
ہی پھر تو اسکو چاٹ ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجیو نہ میں خاکسار کے
ہی تن پہ خاک کوچہ دلبر لگی ہوئے

عیسی بہی گر ہی پاس تو ممکن نہین شفا
خورشید کو وہ تپ ہے فلک پر لگی ہوئے

نکلی ہی کب کسی سی کہ اوسکی مژہ کی نوک
ہی پہانس سے کلیجہ کے اندر لگی ہوئی

کرلی ہی زیر برقع فانوس تاک جہانک
پروانہ سی ہی شمع منور سے لگی ہوئی

بیٹھی ہین دلکی کہینچی والی ہزار ہا
گذری ہی اوسکی راہگذر پر لگی ہوئی

یہہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجای مہر
آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی

موسنی لگا ہوا ہی اگر چاہ می تو کیا
ہی دل ہی یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

ای ذوق دیکھہ دختر رز کو نہ موںہہ لگا
چھٹتی نہین ہی موںہہ سی یہ کافر لگی ہوئی

تجھکو کچھہ یاد بھی ہین پہلی وہ الفت کی مزی
بی مزہ ہونی کی لطف اور شکایت کے مزی

بی محبت نہین ای ذوق شکایت کی مزی
بی شکایت نہین ای ذوق محبت کے مزی

کہائی کوچہ مین تیری آگی جو سنگ طفلان
آئی مجنون کو تیری میوۂ جنت کی مزی

لگتی مرچین سی کیا ہونکو ہین کیا کیا نمک
دل بریان سی مری سوز محبت کی مزی

صرف ہر زخم جگر یا نہو صد کان نمک
لوٹی کیا عشق مین اوس کان ملاحت کی مزی

ملت عشق مین ہو کاش تناسخ ہی ہمی
کہ اوڑائین تیری سر بار شہادت کے مزی

دیکھکر اوسکو گیا عالم حیرت مین تو مین
لیک مین کیا کہون اوس عالم حیرت کے مزی

سجدہ مین پاتی جسم میں ہی کس لطف سی مست
یون عبادت ہو تو زاہد ہین عبادت کے مزی

غنچۂ خندان ہو نہ کیون کرکی زر سر پا بربا
کہ اوڑاتی ہی مین دولت کی ہین دولت کے مزی

جان شیرین ہی گئی اور نہ ملی شیرین ہی
پوچھو فرہاد سی اس تلخئ حسرت کی مزی

ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹہائین میخوار
کہ اوڑاتی ہین گنہگار ہی رحمت کی مزی

ہی نمک پاش جو منہ مین ترے وہ لعل نمکین
لی رہا ہی دل مجروح جراحت کی مزی

کچھہ جتاؤن جو محبت تو کہی ہی کہ تجھی
دیکھہ تو کیسی چکھاتا ہون محبت کی مزی

ذائقہ چاشنی عشق کا کامل ہو تو دین / شادی وصل کی لذت غم فرقت کے مزے
نہین جز بی مزگی کو سے مزا دنیا مین / پر مزے دار بنا دیتی ہین غفلت کی مزے
خنجر ناز نی کیا چاٹ لگا دی دل کو / چاٹتا ہونٹ ہی لی لیکی جراحت کی مزے
بی مزاجی کو کرین لاکہ تری ظلم و ستم / بہولنی کی نہین ہیلی وہ عنایت کے مزے

پہر ہرا زخم کا انگور مبارک اى ذوق
دل زخمی کو تری بادۂ عشرت کی مزے

اول ہی سی بستر کو ہی رغبت خلاف سے / لیتا تہا کام موہنہ کا شکم مین یہہ ناف سے
کٹ وہ گزرتی ہین سر لاف و گزاف سی / جنکی کہ آشنا ہی زبان لام و کاف سے
چل میکدہ مین شیخ بسر کر مہ صیام / مسجد مین تنگ بیٹہا ہی کیون اعتکاف سے
نالون نی دی جو ہڑ ہا جو تپ لرزہ مصر کو / کہولی نہ آنکہہ اہرسیہ کی لحاف سی
پہینکے ہی ایک جنبش مژگان نے وہ پری / اس اپنی ناتوان کو پری کوہ قاف سے
ہی جوہر کمال یہ نکلا اگر فقیر / ہی تیغ تیز تنگ ہی اوسکو غلاف سے
گزری ہی مشق سینہ شگافی مین عمر چرخ / اس کلک تیر نالہ گردون شگاف سے
گردش ہی اوسکی چشم کی کیون بی دل کی گرد / کافر کو کام کعبہ کی ہی کیا طواف سے
لڑتی ہین کہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم / فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سی

لکہتا ہی شیخ مسئلہ وحدت وجود کا | لیکن دوئی عیان ہی قلم کی شگاف سے
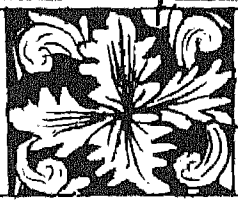
گلہای رنگ رنگ سی ہی رونق چمن
اہی ذوق اس جہانکو ہی زیب اختلاف سی
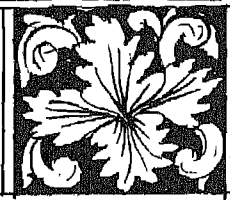
کیا عرض لاکہہ خدائی ہین جون دولت والی | اونکا بندہ ہون جو بندہ ہین محبت والی

چاہین گر چارہ جراحت کا محبت والی | بیچین الماس و نمک سنگ جراحت والی

گئی جنت مین اگر سوز محبت والے | تو یہہ جانو ہی دوزخ ہی مین جنت والے

ساقیا ہون جو صبوحی کی نہ عادت والے | صبح محشر کو اٹہین نہ تری متوالی

رہی جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونو | کبہی مل ہی گئی دو دل جو کدورت والے

کس مرض کی ہین دوا یہہ لب جان بخش تری | جان بلب ہین تری آزار محبت والے

حرص کی پہیلتی ہین پاؤن بقدر وسعت | تنگ ہی رہتی ہین دنیا مین فراغت والے

ہای ری حسرت دیدار مری ہمسایی کو بہی | لکہتی ہین ہای دوچشمی سے کتابت والے

ہین جز شمع مجاور مری بالین مزار | نہین جز کثرت پروانہ زیارت والی

نہ ستم کا کبہی شکوہ نہ کرم کی خواہش | دیکہہ تو ہم بہی ہین کیا صبر و قناعت والے

کیا تماشا ہی کہ مثل مہ نو ہین با فروغ | جانتی اپنی حقارت کو ہین شہرت والے

دل سی کچہہ کہتا ہون مین مجہسی ہی کچہہ دل کہتا | دونون یک حال ہین ہین رنج و مصیبت والے

تو جو آجائی تو ہی درد محبت کے دوا
میری ہمدرد ہون ہمدرد نصیحت والی

چھوڑ دیتی ہین قلم جون قلم آتش باز
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار کی ہین دو ہی عیادت والی

تو مری حال سی غافل ہی پرا غفلت کیش
تیری انداز تغافل نہین غفلت والی

نازہی گل کو نزاکت پہ چمن مین ذوق
اسنی دیکھی ہی نہین نازو نزاکت والی

کیا غمزۂ تر ابر سر بیداد غضب ہے
جلاد فلک سی ہی یہہ جلاد غضب ہے

جو ہی ستم و کینہ و بیداد غضب ہے
سر تا بقدم وہ ستم ایجاد غضب ہے

ناز آفت و چشم ستم ایجاد غضب ہے
شاگرد ہی ہی قہر جو استاد غضب ہے

بلبل یہہ تری واسطی فریاد غضب ہے
فریاد نہ کر دیکھہ صیاد غضب ہے

کیون غنچہ پریشان ہو نہ ہوتی ہی شگفتہ
اس باغ مین ہونا ہی دل شاد غضب ہے

نکلی ہی صدا کوہ سی ہم آتش و ہم آب
کیا سوز و گداز دل فرہاد غضب ہے

خاکستر پروانہ پہ روتی ہی بجا شمع
ہو خاک جگر سوختہ برباد غضب ہے

ہم چاہتی ہی نکو گری سب کی نظر سی
پہلی ہی سی اس چاہ کی افتاد غضب ہے

اوس بت کا یہہ حسن خداداد نہ اسکو
یہہ [illegible] [illegible] [illegible] اوسکا دل ناشاد غضب ہے

ہوتا ہی سپند ایک ہی آواز مین آخر
کیا سوختہ جانون کی ہی فریاد غضب ہے

توڑا اگر شاخ کو کثرت نی ثمر کے
دنیا مین گرانبار ہی اولاد غضب ہے

ای شوخ تری چشم غضبناک کی ہوتے
ہم چاہین قضا سی اگر امداد غضب ہے

اللہ کری خیر مری شیشۂ دل کے
پہر آج وہ مست مئی بیداد غضب ہے

بہولا نہ مجہی قتلگہ عام مین قاتل
ابتر ہی ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے

اخوان شیاطین ہین یہ مسرف بیجا
کیا حضرت آدم کی ہی اولاد غضب ہے

مرتی نہین جو دن پہ ترے طرح سی اعدا
ہم جیسے ہین عاشق وہ پریزاد غضب ہے

انجم سی رخ چرخ پہ بوندین ہین عرق کی
عاشق کی تری گرمی فریاد غضب ہے

ہی سرو تو پابند غم بی ثمری مین
کہتی ہین گرفتار کو آزاد غضب ہے

غصہ ہی ترا قہر ترا قہر قیامت
رنجش تری بیداد ہی بیداد غضب ہے

ہی عکسی ہنوز آئینہ با دیدۂ پر آب
اسکندر رومی کی ہی روداد غضب ہے

وہ کونسا غم ہی کہ جو دنیا مین نہین ہے
اور اسپہ ہی دلکش یہہ غم آباد غضب ہے

قامت ہی ترا کیا ہی سر سرو قیامت
طرہ ہی سر طرۂ شمشاد غضب ہے

دین ہوش بہلا مردم ہشیار کی پل مین
آنکہونکو تمہاری ہی وہ فسون یاد غضب ہے

سو فتنہ ہین پنہان نظر لطف مین اوسکی
یہہ لطف نہین ای دل ناشاد غضب ہے

یہہ خانۂ ہستی ہی عجب خانۂ رنگین
ای ذوق مگر ہستی بنیاد غضب ہی

ہوئی وہ کب قائل قیامت جو تیرا قامت نہ دیکہہ لینگی
رہینگی رو بہت سی بلکہ منکر جو تیری صورت نہ دیکہہ لینگی

ہمین غرض کیا کہ جا بینگی ہم حرم کو ای شیخ بتکدہ سی
یہین ہی تو ہمین خدا کا اپنی ظہور قدرت نہ دیکہہ لینگی

نہ دیکہلی کیسی کیسی آفت جہان مین ہمنی تمہاری باعث
اور آگی کیا کیا غم و الم تمہاری دولت نہ دیکہہ لینگی

دکہا نا حوال اونکو بیا یہہ اونکی الفت کا امتحان ہی
کہ ہوگی الفت تو دیکہہ لینگی نہ ہوگی الفت نہ دیکہہ لینگی

بلا سی گردانیاں کا سا نہین ہی پاس اپنی فالنامہ
ہم اپنی نقطون سی داغ دل ہی کی فال دولت نہ دیکہہ لینگی

ہلال کو دیکہین کیون فلک پر اگر ہی منظور عید ہمکو
تو اوسکی تیغ ستم کا دل مین لب جراحت نہ دیکہہ لینگی

بہار باران کو کون دیکہی بغیر یاران ہی تیر باران

ہم اوسکی بدلی سرشک مژگان کی اپنی شدت نہ دیکھہ لینگی
اگرچہ مین مر ہی جاؤنگا تو کہینگی جیتا ہی دم چرایا
وہ جبتلک اپنی آستانہ پہ میری تربت نہ دیکھہ لینگی
مجھی یقین ہی نہین دکھا ئینگی اپنی رخسار لالہ گون کو
روان میری چشم تر سی جبتک وہ خون حسرت نہ دیکھہ لینگی
یہہ لوگ نا واقف محبت ہونگی واقف تب درون سے
کہ جبتلک مثل برق رگ رگ مین میری سرعت نہ دیکھہ لینگی
خط اوسکو دی ہی دیا جو قاصد نی ذوق دیکھئیگا دیکھو کیا ہوگا
وہ خط نہ پہچان لینگی میرا سری عبارت نہ دیکھہ لینگی

کیا نہ نظر تمکو ہی یارو ن سی تو کہیی
گر ہو نہہ سی نہین کہتی اشارو نسی تو کہیی
حال دل بیتاب کہا جائی جو ہمسی
گر کہیی نہ لاکہون سی ہزارو ن سی تو کہیی
کیا کہتی ہو پیسی سر خاک شہیدان
کچھہ فتنہ اوٹھا ئی ہوی مزارو نسی تو کہیی
پھر قم نہ کہین حضرت عیسی اگر اونسی
کہیی کہ یہہ قم عشق کے مارو ن سی تو کہیی
کچھہ سوز دل اپنا کسی دلسوز کے آگے
فرصت ہو تپ غم کی حرارو ن سی تو کہیی
موقوف ہی گر دل کا تسکار آن وا دا پر
تو پہلی کچھہ ان میر شکارو ن سی تو کہیی

ان دانتون کو کیا موتیون سی کہتی ہو ہمتا
موتی نہین کچھہ مال ستارون سی تو کہیے

شانہ کا دل چاک پسند آپ کو آیا
کس واسطہ ان سینہ فگارون سی تو کہیے

کبہی نہ تنگ ظرف سی ای ذوق کہہ راز
کہکر اوسی سنا ہو ہزارون سی تو کہیے
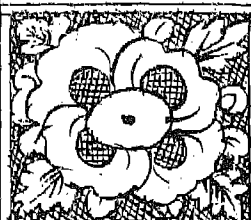
یہہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
زندگی موت کی آنیکی خبر دیتی ہے

زال دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر
مرد دیندار کو بہی دہریہ کر دیتی ہے

تیرہ بختی مری کرتی ہی پریشان مجھکو
تہمت اوس زلف سیہ فام پہ دہر دیتی ہے

بڑہتی جاتی ہی جو مشق ستم اوس ظالم کی
کچھہ محبت مری اصلاح مگر دیتی ہے

دینی شربت ہی کسی ہر ہری آنکہہ تیرے
عین احسان ہی وہ زہر بہی گر دیتی ہے

دمبدم زخم پہ اک زخم ہی دم لینی کی
مجھکو فرصت تری کب تیغ نظر دیتی ہے

تپ دل شمع کی جب کم نہین ہوتی ہا جا
اوسکو کافور سفیدی سحر دیتی ہے
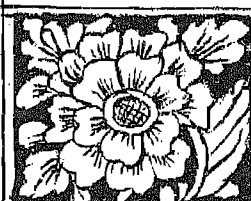
کوئی غمانہین میری طرفسی ای ذوق
کان اوسکی مری فریادسی بہرے ہی
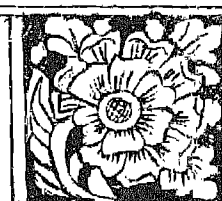
مری جو موت کی عاشق بیان کبہو کرتی
مسیح و خضر بہی مرنی کی آرزو کرتی

غرض ہی کیا تری تیر نگاہ سی نکلی
مگر زیارت دل کیونکہ بی وضو کرتی

اگر یہہ جانتی چُن چُن کی ہمکو توڑینگی
تو گل کبھی نہ تمنای رنگ و بو کرتی

یقین صبح قیامت کو ہی صبوحی کش
اوٹھینگی خواب سی ساقی سبو سبو کرتی

سمجھہ دار و رسن تار و سوزن اینکو
کہ چاک پردہ حقیقت کا ہین رفو کرتی

عجب نہ تہا کہ زمانہ کی انقلاب سی ہم
تیمم آب سی اور خاک سی وضو کرتی
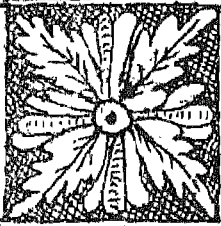
سراغ عمر گذشتہ کا ڈہونڈہی گر ذوق
تمام عمر گذر جاسے جستجو کرتی
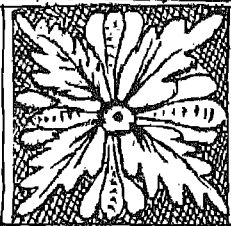
ناساز ہی جو ہمسی اوسی سی یہہ ساز ہی
کیا خوب دل ہی واہ ہمین جسپہ ناز ہی

اوس سنگ دل بتان پہ جبین نیاز ہے
وہ اپنی جانماز ہی اور یہہ نماز ہے

دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب
ظالم خدا سی ڈر کہ در توبہ باز ہے

خانہ خرابیاں دل بیمار غم کی دیکھہ
وہ ہی دوا خراب ہی جو خانہ ساز ہی

ڈرتا ہون خنجر اوسکا نہ بہجائی ہوکی آب
میری گلی مین نالہ آہن گداز ہے

پہنچا ہی شب کمند لگا کر وہان رقیب
سچ ہی حرامزادی کی رسی دراز ہے

اوس بت پہ گر خدا ہی ہو عاشق تو آئی رشک
ہرچند جانتا ہون کہ وہ پاکباز ہے

مداح خال روی بتان ہون مجہی خدا
بخشی تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز ہے

اسی ذوق ناسپہ کہلی کیون نہ راز عشق

ہر نالہ اک کلید در گنج راز ہے

ساقیا عید ہی لا بادہ سی مینا بہر کی
کہ ہی شام پیاسی ہین مہینا بہر کی

آشناؤن سی اگر ایسی ہی بیزار ہو تم
تو ڈبو دو ہمین دریا مین سفینا بہر کی

ہین پروین کہ یہ ہین حقہٴ پروین مین ملک
لائی اوس عارض روشن سے پسینا بہر کی

روز اس گلشن رخسار سی لیجاتی ہین گل
اپنی دامان نگہ مردم بینا بہر کی

خم پر جوش کی مانند چھلکتا ہے مدام
خون حسرت سی لبون تک مرا سینا بہر کی

جام خالی ہی لگا موُنہہ سی نہ کم ظرف کی تاہ
ذوق کی ساتھہ قدح ذوق سی پینا بہر کی

ہین مژگان پر جون خار زخم ہی دلنشین نکلی
جنون یہ نشتر کبہی کبہین ٹوٹی کہین نکلی

عدو ہی نشترن کی گہر سی میرا مہ جبین نکلی
الہی برج عقرب سی قمر جلدی کہین نکلی

چھٹی کیا ہمسی شوق حسن گندم گون کہ گندم سے
ہماری جد امجد چھوڑ کر خلد برین نکلی

تری انداز سی سو سو طرح کی ناز ہون پیدا
تیری ہر ناز پر سو سو کا دم ای نازنین نکلی

پری جا کر نئی دنیا سی بہی گر ڈہونڈو دنیا مین
تو خالی خاک آدم سی نہ چپا پہر زمین نکلی

جدا ہی دوربینش اور اس چشم تصور کو
کہ لاکہون کام اس سی دور کی بہی دوربین نکلی

تصور اوس لب شیرین کا آجاوی اگر دلمین
تو آنسو ہو کی شربت خون ہوکر انگبین نکلی

گہادل مرا ہے اس عرصے سے مین کہ اے قاتل
زبان تیغ سے بہی آفرین صد آفرین نکلی

مری دل مین جو حسرت ہی نکالون مین کہان اوسکو | نہ وہ زیر فلک نکلی نہ وہ زیر زمین نکلی

سنا کرتی ہی شہر ذوق جنکی پارسائی کو
وہ سب یاں خرابات اپنی نکلی ہمنشین نکلی

ہم متساعد وہنا کسیکو نہین پاتے | تم پاتی ہو ہمکو تو چہرے کو نہین پاتی
غنچہ تری غنچہ دہنی کو نہین پاتی | ہسنی مین مگر تیری ہنسی کو نہین پاتی
کیون ہمنی دیا دل تجہی او سنگدل اپنا | کمبخت ہم اوس سخت گہڑی کو نہین پاتی
وہ کونسا غم ہی جسی پاتی نہین دل مین | لیکن نہین پاتی تو خوشی کو نہین پاتے
لیتی ہین شب وصل مین ہم اونکی جو بوسی | وہ لب بہ سحر رنگ مسی کو نہین پاتی
مین ایسا کہین گم ہون کہ یاران عدم بہی | گم ہوکی مری گم شدگی کو نہین پاتی

معلوم نہین اوسکی دہن ہی کہ نہین ہے
ای ذوق ہم اس سر خفی کو نہین پاتے

نبض ملتی ہی کہان میری فلاطون چلتی | ہی یہہ ضعف اب تو کہ چہوٹی ہی نہین ہون چلتی
پوچہی کیونکر جرس ناقۂ لیلی کی صدا | آج آندہی تری قسمت سی ہی مجنون چلتی
کہولدی آنکہین دم ذبح نہ دیکہو تجہی | پہر چہری اپنی تو گردن پہ مین دیکہون چلتی
جب مین دنیا سی چلا سر پہ پہ بولی حسرت | تو اکیلا نہین ہمرہ تری مین ہون چلتی

دور کر بالونکو سر سے کہی ہی لیلے
پہ نہین کان پہ مجنون کی ذرا جون چلتی

مین تو اون انکہون کی گردش کا بلا گردان ہوون
کہ نہین تیری ہی پہان گردش گہ دون چلتی

عمر طی کرتی ہی ہر دم سفر بحر فنا
جسکو تو سانس کہی ہی دل محزون چلتی

چلتی کو دیکہی ہی ساحل کو سوار کشتی
پر حقیقت مین ہی کشتی سر جیحون چلتی

ذوق کل اور کہوئی تازہ کہلا چاہتا ہی
کہ ہوا باغ جہان مین ہی دگرگون چلتی

مزی یہہ دلکی لیئی تہی نہ تہی زبانکی لیئی
سو ہمنی دلمین مزی سوزش نہانکی لیئی

نہین ثبات بلندی عزو شان کی لیئی
کہ ساتہہ اوج کی پستی ہی آسمان کی لیئی

ہزار لطف ہین جو ہر ستم مین جانکی لیئی
ستم شریک ہوا کون آسمان کی لیئی

فروغ عشق سی ہی روشنی جہانکی لیئی
یہی چراغ ہی اس تیرہ خاکدانکی لیئی

صبا جو آئی خس و خار گلستان کی لیئی
قفس مین کیونکہ نہ پہڑکی دل آشیانکی لیئی

سدا تپش پہ تپش ہی دل تپان کی لیئی
ہمیشہ غم پہ ہی غم جان ناتوانکی لیئی

حجر کی چومنی ہی پہ ہی حج کعبہ اگر
تو بوسہ ہمنی ہی اوس سنگ آستان کی لیئی

نہ چہوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہہ شی
عصا ہی پیر کو اور سیف ہی جوان کی لیئی

جو پاس مہر و محبت کہین بیان بکتا
تو ہم ہی لیتی کسی اپنی مہربان کی لیئی

خلش سی عشق کی ہی خار پیرہن تن زار
ہمیشہ اس تیری مجنون ناتوان کی لیئی

تپش سے عشق کی یہہ حال ہی مرا گویا
بجای مغز ہی سیماب استخوان کی لیی

مری مزار پہ کسطرح سی نہ برسی نور
کہ جان دی تری روی عرق فشانکی لیی

یہی کان مین کیا اوس صنم نی پہونکدیا
کہ ہاتہہ رکہتی ہین کانون پہ سب اذانکی لیی

نہین ہی خانہ بدوشون کو حاجت سامان
اثاثہ چاہیی کیا خانہ کمان کی لیی

نہ دل رہا نہ جگر دونون جلکی خاک ہوی
رہا ہی سینہ مین کیا چشم خونفشان کی لیی

نہ لوح گور پہ ستونکی ہو نہ ہو تعویذ
جو ہو تو خشت خم ہی کوی نشان کی لیی

اگر میدہ نہ ہمسایہ ہو تو خانہ یاس
بہشت ہی ہمین آرام جاودان کی لیی

وہ مول لیتی ہین جسدم کوی نئی تلوار
لگاتی پہلی مجہی پر ہین امتحان کی لیی

صریح چشم سخنگو تری کہی نہ کہی
جواب صاف ہی بیطاقت و توان کی لیی

رہی ہی ہول کہ برہم ہو مزاج کہین
بجا ہی ہول دل اونکی مزاجدان کی لیی

مثال لی ہی مرا جبتلک کہ دم مین دم
فغان ہی میری لبی اور مین فغانکی لیی

بلند ہو وی اگر کوی میر اشعلہ آہ
تو ایک لعمہ ہو خورشید آسمان کی لیی

چلین ہین دیر کو مدت مین خانقاہ سی ہم
شکست توبہ لیی ارمغان مغان کی لیی

وبال دوش ہی اسس ناتوانکو سر لیکن
لگا رکہا ہی تری خنجر و سنانکی لیی

بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف
اور اس ضعیف سی کل کام دو جہانکی لیی

جو دل قمار خانہ مین بت سی لگا چکے | وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

کیا خط مین مدعا لکھون ہاے کہ مدعی | پہلی ہی اونکو میری طرف سی پڑھا چکے

آنا بلا سی اوسکا قیامت سی کم نہین | مرتی ہین انتظار مین اک روز آ چکے

زہراب بہی ہی بادہ تو کر لینگی نوش جان | ساقی پیالہ موںہہ سی ہم اپنی لگا چکے

اچھا کیا وفا کی عوض تونی کی جفا | بس اب ستم نکر کہ کیا اپنا پا چکے

یاد آیا بہانکی آنیکا وعدہ او نہین تو کب | جب انکو وہ پاؤن مین مہندی لگا چکے

جبتک کہ سر ہی ساتہہ ہی یہہ سر کی ہو سو ہو | ہم اپنی سر پہ بار محبت اوٹھا چکے

کیا دیکھتا ہی تیغ نگہ ایسی اک لگا | قصہ تمام عمر کا ای پرجفا چکے

اب خاک کی ہین ڈہیر تو کیا اس خرابہ مین | پہلی تو ہم بہی خاک بہت سی اوڑا چکے

بار آیا دیکھنی سی نہ آتش رخونکی دل | سو بار آبلہ سی آنکھین دکھا چکے

حاجت نہین ہی تیری شہیدونکو غسل کی | قاتل وہ تیری ہاتہہ سی خون مین نہا چکے

کیا مجھسی قیمت دل و جان پوچھتا ہی تو | دونون ہین ایک نگاہ پہ ای دلربا چکے

بیکار رو آج خوب چلو میکدہ کو ذوق | چھوڑو کہین وظیفہ بہت بڑبڑا چکے

اثر تیشہ و بہانا کوئی ہمسی سیکہہ جائی | برق مضطر تلملانا کوئی ہمسی سیکہہ جائی

تیر و پیکان جتنی تہی دلمین دیئی ہمنی نکال | اپنی ہاتون گہر لٹانا کوئی ہمسی سیکہہ جائی

دیکھکر قاتل کو بھر لائی خوشی دلمین جو ن
سچ تو یون ہی مسکرانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

خط مین لکھوا کر او نہین بھیجا تو مطلع درد کا
ورد دل اپنا جتانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑی ہم آپ سے
دل کو قاتل کی بڑھانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

جب کہا مرتا ہون وہ بولی مرا سر کاٹکو
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

وہان ہلی ابرو یہان گسدن پہ پھیرے ہمنے تیغ
بات کا ہمسا ہی پانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

سنکے آمد اونکی از خود رفتہ ہوجاتی ہین ہم
پیشوا اپنی کو جانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

ہمنے پہلی ہی کہا تھا تو کریگا ہمکو قتل
تیور ونکا تاڑ جانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اوسکو عیش
کیا سکھائیگا سکھانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھہ جائے

زبان پیدا کرون جون شمع سینہ مین سیکان سے
دہن کا ذکر کیا یہان سر ہی غائب ہے گریبان سے

اوڑائی خوب گلچھرے نکل مجنون نے زندان سے
کہ ہرسو گلفشانی ہے شرار سنگ طفلان سے

فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان سے
گرا تھا یہہ بھی تو تک سرمہ آلودہ اوسکی نوک مژگان سے

شرارے متصل نکلی یہانتک سنگ طفلان سے
کہ چمکی ہے سر مجنون پہ بجلی سنگ باران سے

یہانتک ناتوان ہین ہم کہ رجائین اگر جان سے
اوٹھائی مور لاشہ کو ہمارے دست مژگان سے

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہ تا ہوجائے لذت آشنا تلخی دوران سے

جو خانہ ہستی مین ہی انسان کی لیی ہی
آراستہ یہہ گہر اسی مہمان کی لیی ہی

زلفین تیری کافر ہین دلسی مری کیا کام
دل کعبہ ہی اور کعبہ مسلمان کی لیی ہی

کیونکر نہ سخن سی ہون گرفتار قفس کر
ہان قید قفس مرغ خوش الحان کی لیی ہی

ہی بادہ کشونکی لیی ایک غیب سی تائید
زاہد جو دعا مانگتا باران کی لیی ہی

اپنونسی خلل اپنی ہین سب اپنونکی دشمن
ہر نی مین ہری آگ نیستان کی لیی ہی

جبھی تو لی افشان جو ای مہ جبین ہی
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہی

نہ پوچھو کہ دل شاد ہی یا حزین ہی
نہین یہہ بہی معلوم ہی یا نہین ہی

نہ چہوڑیگی جیتا مجھی چشم قاتل
یقین ہی یقین بلکہ عین الیقین ہی

لیی ضبط اشک الہی ہی فلک پر
مرا اشک کم خرج بالا نشین ہی

یہ ہی تفرقی یہہ جدائی سی تیری
کہ مین ہون کہین دل کہین جان کہین ہی

ہنسی ہی جو کچھہ رنجش ہیر اونکی
تو موج تبسم ہی چین بر جبین ہی

وہ ہی پاس ہی اور مری بدگمانی
لیی پہرتی مجھکو کہین کا کہین ہی

نہ کی آہ سوز جگر دلپر اوٹھائی
تجھی آفرین ذوق صد آفرین ہی

ناتمام

پیشوائی کو بڑہی گر شش دل آگی / دور سی مجنون کیطرف ناقہ سی محمل آگے

جالی اسطرح سی اوس کوچی مین ہم دل اور کر / دل سی ہم آگی کبھی ہم سی کبھی دل آگے

گرچہ ہون وادی عنقا سی پری لاکہون کوس / لیک ہے گمشدگی کی ابہی منزل آگے

سمجھنا ناقص ہے غنیمت ہے اسے فن مین ذوق / کاملیت ہی کہان ہو چکی کامل آگے

ناتمام

تو نکہہ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے / مضمون چشم کو یہین ایک تیر مار دے

چہلا ہین تو ہہلی کا گل ای نگار دے / کچہہ تو نشانی اپنی مجہی یادگار دے

دشنام ہو کی وہ ترش ابرو ہزار دے / یہان وہ نسی نہین جنہین ترشی اوتار دے

کیا خاک تجہہ جان کوئی جان نثار دے / مٹی تلک نہ جب سی دل کا غبار دے

جولان سمند ناز کو ای شہسوار دے / تو سرمہ چشم ماہ مین میرا غبار دے

ایسا ہو کہ آتی ہی آتی جواب خط / قاصد جواب زندگی مستعار دے

کرتا ہی یون فغان دل امیدوار وصل / جیسی اذان بلند کوئی روزہ دار دے

ای شمع تیری عمر طبیعی ہی ایک رات / ہنسکر گزار یا اسی روکر گزار دے

لی وام داغ دل سی مری سوزش آفتاب / وعدہ یہ روز حشر کی ہیرکون ادہار دے

بی فیض گر ہی چشمہ آب بقا تو کیا / مانگو تو ایک قطرہ نہ آئینہ دار دے

عاشق نہ بدلی انجم گردونسی اپنی ننگ — کیون کوڑیون کی مول ڈر نشا ہوا ردے

سینہ سی سیکھے شیوہ مردانگی کوئی — جب فصد خون کو آئی تو پہلی پکار دی

اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہہ حال ہے
کیا جانی کیا کری جو خدا اختیار دے

پوچھہ مت راہ وفا اوس نگہ پرفن سے — رہنمائی کی نرکھہ چشم دلا رہزن سے

مین گرانبار محبت سرا خون ہی ہی گرن — جی دہڑکتا ہی تیری نازکی گردن سی

ہوگیا کاغذ سوزن زدہ سینہ سارا — دلکی جو پہانس نہی نکلی نہ سر سوزن سی

گر جہکی تیغ تیری سر اپنی حاضر ہی ہم — اسپہ مرتی ہین کہ تعظیم تو لی دشمن سے
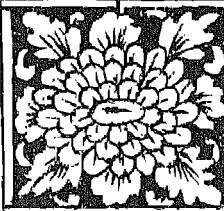
چہوڑ کر گہر تیری ہا تو نسی نکلجا مین کہان
ننگ ہمسایون کو ہی ذوق نکر تیونسی

ناتمام
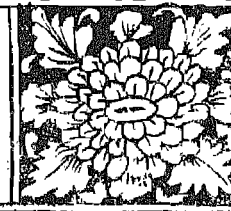
فلک تو تیرہی کی صبح سی تا شام چلتا ہے — مگر سید ہے نظر سی تیری ہنا کام چلتا ہے

ہمیشہ دور عشرت ہی جو ہم سے اہل کیفیت — کہ پھر و ماہ سی دن رات یہان ایک جام چلتا ہے

چلا پہلو سی اوٹھکر جبکہ وہ آرام جان دل — کہا آرام نی مجہسی کہ لو آرام چلتا ہی

ارادہ گر کری ناقص علو جاہ کامل کا — تو پہہ جانو کہ نا بینا کنار بام چلتا ہی

ناتمام

کون وقت ای وای گذرا جی گھبرائی ہوئی
موت پڑتی ہی اجل کو یہان تلک آئی ہوئی

آتش خورشید سی دیکھا نہین اوٹھتی دہوان
اکہڑی ہو بام پر تم بال سکھلاتی ہوئی

وہ نہ جاگی رات ہمکو ضد سی بخت خفتہ کی
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتی ہوئی

چاک آتا ہی نظر پیراہن صبح بہار
کس شہید ناز کو دیکھا ہی کفناتی ہوئی

ناتمام

سبکو دنیا کی ہوس خوار لیی پھرتی ہی
کون پھرتا ہی یہہ مردار لیی پھرتی ہی

گھر سی باہر نہ نکلتا کبھی اپنی خورشید
ہوس گرمی بازار لیی پھرتی ہی

کر دیا کیا تیری ابرو نی اشارہ ظالم
کہ قضا ہاتھہ مین تلوار لیی پھرتی ہی

جا کی یکبار نہ پھرتا تہا جہان وہان مجہکو
بیقراری ہی کہ سو بار لیی پھرتی ہی

ناتمام

لائی حیات آئی قضا لیچلی چلے
اپنی خوشی نہ آئی نہ اپنی خوشی چلے

ہم سا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بدقمار
جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے

بہتر تو ہی یہی کہ نہ دنیا سی دل لگے
پر کیا کرین جو کام نہ بی دل لگی چلے

ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ
ہم کیا رہی یہان ابھی آئی ابھی چلے

مہ مین کہان جو تاب رخ سیمتن مین ہے
پردہ سا عنکبوت کا سقف کہن مین ہے

دم کو ہمارے سینہ مین اکدم نہین قرار
یہہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن مین ہے

حرف آئی مجھپہ دیکھیے کس کس کی نام سے
اس رنگ سے عقیق کا دل خون یمن مین ہے

رنگین سوا ہے اسکی گل نوبہار سے
اگلا جو برگ زرد کوئی اس چمن مین ہے

وہ دل کہ جو نہ لاسکی چین جبین کے تاب
زیر شکنجہ زلف شکن در شکن مین ہے

ناتمام

ہنگام بوسہ گرم جو مجھپر ذری ہوئے
شکر ہی لب سی پینی سی شکر تری ہوئی

جلجائی خاک و حسنی چشم بتان پہ کہان
لیکن ہرن کہری سنہری بن ہری ہوئے

دکہلائی ہمنی لیکی جو اپنی در سرشک
قائل ہمارے آنکہہ کی سب جوہری ہوئے

کچھہ ہوئی آدمیت اگر ہوئی آدمے
یہہ خوبرو تو حور ہوئی یا پری ہوئی

ناتمام

ناقص کا صفا کنش سے مطلب نہ بر آئی
جو کور ہو عینک سے اوسے کیا نظر آئی

فردوس مین دکر اوس لب شیرین کا گر آئی
یا پانی دہن چشمۂ کوثر مین بھر آئے

ممکن نہین کم ہو دہی تپ سوز محبت
جون شمع مجھی لاکہہ پسینا اگر آئے

مطلع

چاہیے زرزان بتان سیمتن کی واسطے
ہم قلندر یہان نہین کوڑی کفن کی واسطے

ناتمام

ایک فلک آہ بس ہی شرح غم کی واسطی | کون نیزہ واسطی ڈھونڈی قلم کی واسطی
سر تو ہی تن پر مری تیغ ستم کی واسطی | پھر لگا رکھنی ہین وہ جھوٹی قسم کی واسطی

ناتمام

لعل شکل مہر تو جب تری توسن کو لگی | چار چاند اور فلک پہ مہر روشن کو لگی
بوسہ کی مانگنی ہی پھیرنی جیتون کو لگی | ایسی کیا لعل لب غنچۂ گلشن کو لگی
آشیان ہو جیو مرغان ہوا کا برباد | بند کرنی تری دیوار کی روزن کو لگی

متفرقات

رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوس ہا | شرابی ہو کی تائب جسطرح ہو جای پیاسا

مطلع

ہوتا نہ اگر دل تو محبت بھی نہ ہوتی | ہوتی نہ محبت تو کچھ آفت بھی نہ ہوتی

مطلع

مصروف چارہ دیکھا کیا چارہ گر کو میں | مرچین سی لگ رہی ہین زخم جگر کو میں

مطلع

جو دل نہ کشمکش طرۂ دوتا مین پڑی | تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑی

مطلع

نگه کا وار تها دل پر پهڑکنی جان لگی | چلی تهی برچهی کسی پر کسی کی آن لگی

مطلع

پئی تهی شکارا همکو کس کی ساقیا چوری | خدا کی گر نهین چوری تو پهر بندی کی کیا چوری

مطلع

مٹی سی مٹی اپنی جو تربت مین مل گئی | جو کچهه کہ تهی مراد محبت مین مل گئی

مطلع

بدنه بولی زیر گردون گر کوئی میری سنی | هی یه گنبد کی صدا جیسی کهی ویسی سنی

مطلع

سجده کو چاهئی یون پر پشت خم دیکهی | سرا کو جیسی تهکا اونٹ دمبدم دیکهی

مطلع

پهرتی هین لکهی پڑهی سودی مین ملک وجاه کی | طفل مکتب رهتی هین گنبد مین بسم الله کی

ناتمام

پاک رکهه اپنا دهن ذکر خدای پاک سی | کم نهین تیری زبان مونهه مین تیری …

جب بنی تیر جوا دشت کی کمان افلاک سی | خاک کا توده بنایا تیری مشت خاک سی

مطلع

دل غش لب جان بخش پر جان طرہ مشکیں پہ ہے | عیسائی اپنی دین پہ ہے موسائی اپنی دین پہ ہے

مطلع

کیا تاب دل جلو سے جو برق لاگ رکھی | دوزخ بھی ہو تو اونکی چلمون پہ آگ رکھی

ناتمام

یہاں کی آنی کا مقرر قاصدا وہ دن کرے | جو تو نا نکلیگا تجھی دونگا خدا وہ دن کرے

ذوق کہتا تہا کرونگا جمعہ کو جب کا عمل | کوئی اوسکو یاد دلوا دے ہوا وہ دن کرے

مطلع

ہوس میں کعبہ کی کیوں شیخ بتخانہ سے گمرہ ہے | یہاں تو کوئی صورت بھی ہے واں اللہ ہی اللہ ہے

مطلع

گردو ہی کہونا دل مضطر سے سیکھے | پانی دو پلا وار کی سر پر سے سیکھے

ناتمام

تم بیٹھے بغل میں جو رقیب دغل سے کے | کی گرم بغل ہمنے ہے گو بغلے سے کے

اے ذوق نکر نور میں آمیزش ظلمت | کیا کام تیری کو محبت میں سے علے کے

ناتمام

مقابل اوس رخ روشن کی شمع گر ہو جائے | صبا یہہ دہول لگائی کہ پہر سحر ہو جائے

ہماری سینہ مین وہ آہ آتشین ہے ذوق | جو برق دیکھی تو فی النار والسقر ہو جائی

کوئی کمر کو تری کمر ہے ہوا گر کمر تو کہی | کہ آدمی جو کہی بات سو سخن ہو تو کہی

بلا سی ہو دی مرا مرغ نامہ بر ہو نزرا | کہ اوسکو دیکھہ کی وہ مونہہ سی حرف سحر تو کہی

ہر ایک شعر مین مضمون گرہ ہی ہیں سی | میری طرح سے کوئی ذوق شعر تر تو کہی

مطلع

اوٹھاتا عشق مین کیون اے دل ناداں جہ نکہو لی | ابہی تو مال جو نکہون ہی پہر آگی جا جو نکہو

مطلع

ہمیشہ کام تہا مجنونکو تو صحرا نوردی سے | بسایا خانہ زنجیر سے ہمنے پاے مردی سی

مطلع

جنون سی پہری مجنون بہاگتا جیسی بگولا ہے | کہ مین صورت ہون وحشت کی بگولون سے ایک ابہوا

مطلع

خاک اوڑاتا دشت مین گر تیرا سودا ہی پہری | پھر بگولا ہی تو کیا آندہی ہی ہو لاکی پہر

گر رخ کا بوسہ دیتی نہین لب کا دیجیی | وہ ہی مثل ہی پہول نہین پنکہڑی سہی

فرہاد ضرب تیشہ سی ہی سخت ضرب غم | سچ پوچہیی تو چوٹ ہمین لی کڑی سہی

تم دو گہڑی کو آؤ تو ہین لب پہ جان کو | ٹہرا رکہون کہ اور ہی یہان دو گہڑی سہی

قطعہ

قدم سنبھالکی رکھیو راہ عشق مین اے ذوق | گذرنا اس رہ دشوار سے نہ آسان ہے
جو کوئی بلبلہ پا سے ہو رہے ہے تو بیابان | تری ڈبونیکو وہ بھی تنور طوفان ہے

مطلع

کیا کہون اوس ابرو سے پیوستہ دل آشنا کے | ایک طعمہ مچھلیان کے تھے دو شست آہنین ہے

فرد

کہتے ہیں آج ذوق جہان سے گذر گیا | کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

فرد

عزیزو ناقۂ لیلیٰ کی دیکھو گے شتر غمزے | اگر مجنون کو ملجائیگی خدمت سارباں کی
کہان ہم اور کہان غم ہمکو غم سے کچھ غرض مطلب | مگر ہے غیرت عشق آپ ہی کچھ مہربانی سے
مقدم صادق ہے پیش کہ جب صدق فاش ہوئے | کہ پہلی صبح کاذب آن ہے پیچھے صبح صادق

فرد

رانون کو نہ ہو حق کرا اے شیخ سناجائے | سوتی ہو اٹھو نیکی رندان خرابات

مطلع

قطرہ قطرہ آنسو جسکی طوفان طوفان شدت سے ہے | پارہ پارہ دل ہے جسکا تودہ تودہ حسرت سے ہے

قطعہ

ای ذوق بس نہ انکو صوفی حبابی | معلوم ہی حقیقت ہو حق حباب کی
نکلی ہو میکدہ سی ابھی مونہہ چھپا کی تم | ڈالی ہوئی بغل مین صراحی شراب کی

مطلع

کیا ہم سخن کرتا ہی اوس گل کی دہن سی | غنچہ سی یہہ کہدو کہ چٹک جائی چمن سی

ایضاً

ذکر کچھہ چاک جگر سینی کا سن اپنی | کرکی مین ضبط ہنسی دیکھو ہون ناخن سی

ایضاً

ہم ہین غلام اونکی جو ہین وفا کی بندی | اسکو یقین جانو گر ہو خدا کی بندی

قطعہ

تو بھلا ہی تو برا ہو نہین سکتا ای ذوق | ہی برا وہ ہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہی
اور اگر تو ہی برا ہی تو وہ سچ کہتا ہی | کیون برا کہنی سی تو اوسکی برا مانتا ہی

مطلع

بیمار غم جو بیٹھا کہا کر زمین دیکھی | خوش خوش وہ مقبرونکی جا کر زمین دیکھی

مطلع

آتی ہی گہر کی نوبتی پہر جانیکی سنائی ۔ ہو جاؤن سن کے کیونکر یہہ تو بری سنائی

مطلع

کہل سکے گل کچہہ نہ بہار اپنی صبا دکہلا گئی ۔ حسرت اون غنچون پہ ہی جو بن کہلی مرجہا گئی

مطلع

آج تنہا خفقانی سی ہین گہر مین پہرتی ۔ کل کے جو وصل کی عالم ہین نظر مین پہرے

مطلع

ہم اور غیر کچہ کیا دونون بہم ہونگے ۔ ہم ہونگی وہ ہونگی وہ ہونگی ہم ہونگے

مطلع

کونسی دل کو نگہ تیز نہ خونریز رہے ۔ مجہہ پہ ظالم تری ہر روز چہری تیز رہے

فرد

کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت وار ۔ عشق کی ہاتون سی ہو جاتا اسیر چاہ ہی

مطلع

خط ٹہرا زلفین ٹہرین کاکل ٹہری گیسو ٹہرے ۔ حسن کی سرکار مین جتنی ٹہری ہندو ٹہری

تمام

انکو گہبرا کی یہہ کہتی ہین کہ مرجائینگے ۔ مرکی بہی چین نپایا تو کدہر جائینگے

مطلع

باقی ہی تیغ کو ابھی حسرت گناہ کی ۔ کالا کریگا موںہہ بہی جو ڈاڑہی سیاہ کی

مطلع

عیان ہی عشق کی گرمی ہویدا سعد بن لپ ہی ۔ کہ آتا اپنا شک سختہ مانند فلفل ہی

فرد

مجہی گہوارہ بہی تہا کشتی طوفان زدہ جیسا ۔ دہ ہون جون طفل شک آفت رسیدہ میں گہی

ناتمام

کوئی ان تنگ دہانون سی محبت نکرے ۔ اور جو یہہ تنگ کرین موںہہ سی شکایت نکری

عشق کی داغ کو دل مصر نبوت سمجہا ۔ ڈرہی کافر کہین دعوی نبوت نکری

مطلع

درد دل سی لوٹتا ہون میر اسکو درد ہی ۔ ہون مین حرف درد جس پہلو سی الٹو درد ہی

مطلع

دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے ۔ ہم گرفتار ہوئی دل کی گرفتاری سے

مطلع

جو کہو گی تم کہینگے ہم بہی ہان یون ہی سہی ۔ آپکی یون ہی خوشی ہی مہربان یون ہی سہی

مطلع

کتنی مفلس ہو گئی کتنی تونگر ہو گئے
خاک مین جب مل گئی دونون برابر ہو گئے
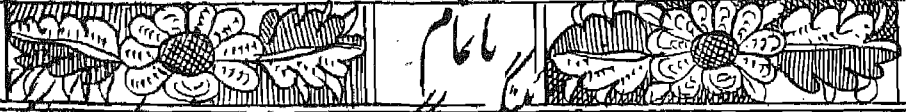
ناتمام

سایہ تیری ہم ہی جس دن سایہ پرور جائینگے
آگی جائین پیچھی جائین جائینگے پر جائینگے

ابر رحمت ہی ابھی اسدم لگادی جہڑی
کہتی ہین جا شکوہ دیکہین تو کیونکر جائینگے

ناتمام

ہم بتون کی دل کو جذب دل سی کہینچی جائینگے
پر بڑی تہہ مین یہہ مشکل سی کہینچی جائینگے

دیکہین تو دل کے کشش کب تک نہین کرتا اثر
ہم ہی نالہ سی دل بسمل سی کہینچی جائینگے

مطلع

قفل صد خانہ دل آیا جو تو ٹوٹ گئی
جو طلسمات نہ ٹوٹی تہی کبہو ٹوٹ گئے

مطلع

جا ہی ہی زیر مغیلان سر دیوانون کی
مدتون جہان چکی خاک بیابانون کی

ناتمام

اوڑائی طرز نالہ کی جو ایکدن تیری مجنون نسی
تو تب تک دیکہہ لی منقار طوطی سرخ ہی خون سی

نہ تب آنکہو مین خواب آیا خیال خال مشکو نسی
رہی بیدار سارے رات ہم یک حب افیون سی

ناتمام

کہتی ہین لوگ جہوٹ نہین پانو چہوٹ کی
جہوٹی تو بیشتر ہین نہین پانو ٹوٹ کی

چلتا ہو ذوق قید سی ہستی کی چہوٹ کی
یہہ قید بار ڈالی کی دم گہوٹ گہوٹ کی

کیونکہ حباب ہو سکی دریای بیکران
دریا سی جب تلک نہ ملی ٹوٹ پہوٹ کی

ناتمام

ہر دم دل خون گشتہ مین ہی جوش ولولی
چہاپا ہی سینہ مین سویدا ہو خون ہی

پہر جاتی ہی سینہ کو سری آہ ہی الٹی
برگشتہ جو قسمت ہی سو بخت نگون ہی

دل کرتا ہی اوس کوچہ کا جب قصد لیا
طائر کی جگہہ رنگ پہ پیدا ہی شگون ہی

قایم ہی بنا درد کی فریاد سی میری
جو نالہ ہی ایوان محبت کا ستون ہی

فرد

قسمت برگشتہ دیکھو نگہ کی ہی یہان
سو ہی اگر تا سر مژگان حیا سی پہر گئی

مطلع

الفت کا نشہ جب کبہی مر جائی تو جائی
یہہ درد سر ایسا ہی کہ سر جائی تو جائی

مطلع

کہتی ہین لوگ موت تو سب جا سی آتی ہی
پر میری پاس آسی بہی کوئی کہان جائی

قطعہ

کہوں اے ذوق کیا حال شب ہجر — کہ تہی ایک ایک گہڑی سو سو مہینی
نہ تہی شب ڈال رکہا تہا اک اندہیر — مری بخت سیہ کی تیرگی نی
تپ غم شمع سان ہوتی تہی کم — اوڑاتی تہی پسینو نپر پسینی
یہی کہتا تہا گہبرا کر فلک سی — کہ اوبی مہر بد اختر کمینی
کہان مین اور کہان یہہ شب بگڑی — مری جانب سی تیری دل مین کینی
سواس ظلمت کی پردہ مین کہی ظلم — اری ظالم تری کینہ وری نی
عوض کس بادہ نوشی کی مجہی آج — پڑی یہہ زہر کی گہونٹ پینی
حواس و ہوش جو مجہ سی قرین تہی — قرینہ سی ہوئی سب نی قرینی
مری سینہ زنی کا شور سنکر — پہٹی جاتی تہی ہمسایون کی سینی
اوٹہایا گاہ اور گاہی بٹہایا — مجہی بیتابی و بیطاقتی نی
کہا جب ڈالنی تو کچہہ کہا کی سو رہ — بہت الماس کی توڑی نگینی
نہ ٹوٹا جان کا قالب سی رشتہ — بہت سی جان توڑی جانکنی نی
بہت دیکہا نہ دکہلایا ذرا ہی — طلوع صبح سی موہنہ روشنی نی
کہا جینی مجہی یہہ ہجر کی رات — یقین ہی صبح تک دیگی نہ جینی

لگی پانی چوانی موہنہ مین آنسو
پڑہی یاسین سرہانی بیکسی نی

مگر دن عمر کی تہوڑی سی باقی
لگا رکہی تہی میری زندگی نی

کہ قسمت سی قریب خانہ میری
اذان مسجد مین دہی بارہی سینی

بشارت مجہکو صبح وصل کی دی
اذان کی سانتہہ مین فرخی نی

ہوئی ایسی خوشی ایدر ایدر
کہ خوش ہوکر کہا خود یہہ خوشی نی

موذن مرحبا بر وقت بولا
تری آواز مکی اور مدینی

قطعہ دیگر

کل ایک تارک دنیا سی پوچہا ذوق
کہ تو او کہر کی اندہیری اودہر ہوا پیوست

گذرتی ہوگی با آرام زندگی تیری
کہ تجہکو اب نہ غم نیست ہی نہ شادی ہست

کہا یہہ اوسنی کہ قید حیات مین لیکن
کبہی نہ ہوگا دل آسودہ گو ہو سست الست

اوٹہائی ہاتہہ جہان سی و لیک کیا امکان
کہ با فراغ کری کنج عافیت مین نشست

چہٹا جو کوئی گرفتار یون سی دنیا کی
تو سلسلہ مین فقیری کی پہر ہوا پابست

رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین بر سون
کہ حق پرست ہو پہلی جو ہو پیر پرست

گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلی پہ
کہا یہہ شوق نی ہو ہمت بلند نہ پست

جو دستگاہ تصرف مین ہی ہوئی اوسکو
تو یہہ ارادہ رہا اور ہی ہون بالادست

ہمیشہ جنگ ہی بعد صلح کل کی سبہی
کہ نفس دشمن سرکش ہی اسکو دیجی شکست

جو ہوشیار ہی تو ہی وہ شرع کا پابند
پہنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین گو ہی مست

نہین ہی دام علایق سی مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکلجاوی کوئی کدکی بست

کہا ہی خوب کسینی یہہ شعر برجستہ
کیا زبانسی نکل اوسکی جیسی تیر از شست

کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد
بریدہ زہمہ با خدا گرفتار است

رباعیات

کیا جانینگی ابذوق بجز خاص عوام
علی جو علی کی ہی امامت کا مقام

جو لوگ صف اول میثاق مین تہی
پوچہی کوئی اونسی کہ وہ کیسا تہا امام

رباعی

سبطین نبی یعنی حسن اور حسین
زہرا و علی کی دونون وہ نور العین

عینک ہی تماشای دو عالم کی لئی
ای ذوق لگا آنکہونسی اونکی نعلین

رباعی

کیا فائدہ فکر بیش و کم سی ہوگا
ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسی ہوگا

جو کچہہ کہ ہوا ہوا کرم سی تیری
جو کچہہ ہوگا تیری کرم سی ہوگا

رباعی

دل ہنا غم دہر سی تو کر نہ اوچاٹ
جس طرح کٹین پور مصیبت کی کاٹ
اے ذوق فلک آپ ہی بارہ حصی
سورا ہو نہ کیون زیر فلک بارہ باٹ

رباعی

جنکی تہی گرہ مین احمقون کی پیسی
سب کہتی تہی اونکو آپ ایسی ایسی
مفلس جو ہوئی تو پہر کسینی اے ذوق
پوچھا نہ کہ تہی کون وہ ایسی تیسی

رباعی

اے ذوق کریگا کوئی دنیا کیا ترک
دنیا ہی بری بلا ہی کیسا ترک
ممکن ہی نہین ترک ہو کسی سی دنیا
جنکی نہ کری آپ اوسی دنیا ترک

رباعی

اے ذوق کبہی تو نہ خوش اوقات ہوا
اک دم نہ ترا صرف مناجات ہوا
تہا جبکہ جوان تہا جوان بد مست
جب پیر ہوا پیر خرابات ہوا

رباعی

چشم اوسکی نشہ سی جب گلابی ہو جائی
صوفی اوسی دیکہکر شرابی ہو جائی
دکہلائی جو وہ روی کتابی اے ذوق
سب مدرسہ کافر کتابی ہو جائی

رباعی

ان آنکھون سی وہی لالہ گون بہی دیکھا — اور پہر انکو پر رشک خون بہی دیکھا
کیا کیا دیکھا نہ رنگ ہمنی ای ذوق — یون بہی دیکھا جہا انکو وون بہی دیکھا

رباعی

دنیا کی الم ذوق اوٹھا جاینگے — ہم کیا کہین کیا آئی تہی کیا جاینگے
جب آئی تہی روتی ہوی آپ آئی تہی — اب جاینگی اورون کو رلا جاینگی

قطعہ

جنکو اسوقت مین اسلام کا دعوی ہی کمال — دیکھتا ہون یہہ ابہی قوم مین کا حوال
جسطرح سی کہ سیاہ دینی کو بیدینون کی — نقل کرتا ہو مسلمان کی کافر نقال

اشعار غزلیات مرقومہ وغیر مرقومہ کہ بعد ترتیب دیوان دستیاب گردیدہ بہ تحریر می آید ۱۲ — تتمہ اشعار غزل ناتمام مرقومہ بالا

نیمچہ جب مری قاتل نی بغل مین مارا — جو چڑہا مونہہ اوسی میدان اجل مین مارا
اجل آئی نہ شب ہجر مین اور تو نی فلک — بی اجل ہمکو تمنای اجل مین مارا
عشق کی ہاتہہ سی نہ قیس بچا نہ فرہاد — اوسکو گردشت مین تو اسکو جبل مین مارا
کہینچکر عشق جفا پیشہ نی شمشیر جفا — پہلی اک ہاتہہ مجہی پر تہا ازل مین مارا

ہمنی جا نا وہین اس عشق نی مارا ہسکو | تیشہ فرہاد نی جسوقت جبل مین مارا

تتمہ مرقومہ بالا

گر دکہا دون عالم اپنی نالہائی زار کا | کام لون ہر تار مو سی تار مو سینا کا
دیتا ہی کعبہ کو آرایش سیہ جامہ کیطرح | زاہد و سایہ مری بتخانہ کی دیوار کا
استخوان ہین سع خستہ جان کی کہانا زینہار | ای ہما یہ رزق ہی مرغان استخوار کا

مطلعہا غزل مرقومہ

گر لکہون مضمون اپنی نالہ پر شور کا | لون صریر خامہ سی مین کام بانگ صور کا
شمع مین بہی ہی بیان تہا اوس گلشن جمہور کا | مجہکو شربت مین مزا آیا ہے انگور کا

فرد غزل مرقومہ

آخر کو فیض بیعت دست سبو سی آج | پیر مغان کی مین بہی مرید و مین ہوگیا

مطلعہا مرقومہ بالا

دل مرا جام شراب ہوس جام شراب | اور ہی خال سویدا عکس جام شراب
یونہی اوس ہاتہ مین وقت ہوس جام شراب | ساغر دل کو جو ہو دسترس جام شراب

اشعار غزل غیر مرقومہ

وہ ہی بیماری لفت سی دل زار کو رنج | جسمین ہے خود رنج کو آزار ہی آزار کو رنج

دیدۂ آبلۂ پا کا بہی رونا ہی | کہ نہ پہونچا ہو کہین مجہسی کسی خار کو رنج
ہوش کو ہیچ کی لی دارو ئی بیہوشی تو | ذوق بیہوش کو آرام ہی ہشیار کو رنج

ایضاً

ای دل وہ سر غمزۂ پنہان عیان نکر | انکہون سی دیکہہ اور زبانسی بیان نکر
آہو ہین درد دل جو نکالون تو وہ کہی | ای تفتہ جان ہوا ہو یہانسی دہوان نکر

تتمۂ مرقومۂ بالا

جگر اور دل کا جتنا حوصلہ تہا تل گیا سارا | نگہ کی تیر کا ہونا ترازو اسکو کہتی ہین
عدوی نیش ان ہر دم ہی میرے دری ایذا | یہہ موذی زہر کی ہی گانٹہہ بچہو اسکو کہتی ہین
جو پوچہی عقل یہہ مجہسی بتا کیا نام ہی تیرا | کہون دیوانۂ چشم پریرو اسکو کہتی ہین
کبہی شیرین نہ دلسی کوہکن کی کوہ کو کاٹا | محبت یہہ نہین ہی زور بازو اسکو کہتی ہین

مطلع

رخصت جو مجہسی ہو کر جاتی وہ اپنی گہر ہین | گہبرا کی پہونچتی ہم وہان اوسسی پیشتر ہین

مطلع

جاتی ہین اپنو کوی بت لالہ فام کو | اپنا تو ہین سلام ہی دار السلام کو

مطلع

کہی ہیک جب سن لی انسان دو | کہ حق نے زبان ایک دی ہی کان دو

مطلع

لی نگاہ مہر سی دل مست بچشم قہر دیکہہ | گر دیئی سی جو ہری تو دہی ادسکو زہر دیکہہ

ما بقی مرقومہ بالا

ہم جیتی جی جہان سی معدوم ہو گئی | اپنی نظر سی گم سبب لاغری ہوئی

یک خال زیر زلف سی ظاہر سری لئی | ای ماہ سو طریقہ بد اختری ہوئی

رسوا نہوتی کرتی نہ گر جیب و سینہ چاک | ہم آپ اپنی باعث پردہ دری ہوئی

مطلب نہ کفر سی ہی نہ اسلام سی غرض | دل دیکی ای صنم تجہی سب سی بری ہوئی

تب تا دسن بیاض چشم مین ہین خط سرمہ سی | جو انتخاب نسخہ افسونگری ہوئی

طالع ہوئی نہ اپنی سعادت سی ہمقرین | گرچہ بہت قران مہ و مشتری ہوئی

ای ذوق آج سامنی ادس چشم مست کی
باطل سب اپنی دعوی دانشوری ہوئی

ایضاً

وہ منیری اختر طالع کی ہی دازدن گردش | کہ فلک کو بہی نگونسار لئی پہرتی ہی

ایضاً

تم بہولکر بہی یاد نہین کرتی ہی غضب | ہم تو تمہاری یاد مین سب کچہہ بہلا چلی

مطلع غزل مرقومہ

ہی گر تری چشم سحر افرین ہی | تو نہ دل نہ جان ہی نہ ایمان نہ دین ہی

غیر مرقومہ

ستمگر تو نی رو کا سبکو میری پاس انیسی | اجل ہی گر کبھی آئی تو شاید کچھ بہانی سی
اگرچہ لی چکا ہی تو دل و دین ایک ہانی سی | نہین اب بہی ہی کافر ترا ایمان پھر کہانی سی
پڑی تسبیح زاہد پر نگاہ مست گر اوسکی | تو ٹیکی بادۂ انگور اوسکی دانہ دانی سی

ایضا

ایک صدمہ درد سر کا سری جان پر تو ہی | لیکن بلا سی یار کی زانو نہ سر تو ہی
وہ دل کہ جسمین سوز محبت نہو وی ذوق | بہتر ہی اوس سی سنگ کہ اوسمین شرر تو ہی

ایضا

رات جون شمع کٹی ہمکو جو روتی روتی | بہگئی انکہین ہم صبح کی ہوتی ہوتی

اشعار غزل کہ در مطلع آن نوشتہ بالاست

اثر ہو نالہ بیدرد مین تنا تو ای بلبل | کہ ٹپکین جا بجا شبنم نشک انجم چشم گردون سی
یہہ عالم ہی وہ خمخانہ کہ جسمین دم رگردون | گل حکمت کبھی کتنی ہی خم خاک فلاطون سی

تری مجنون کی تن پر لاغری کا قطع ہی جامہ | کری ہی پیرہن وا ایک برگ بید مجنون سی
اوڑا مین پون جادو گر بلا سی ہم نہین ڈرتی | پڑا اپنا دم ہوتا ہی اوس چشم پر فسون سی

غزل

گری ہی کام تیغ یار کس کس آبداری سی | دکہائی اپنی گلکاری ہی کیا کیا زخم کاری سی
گذرتی ہی مری اِن زندگی غفلت شعاری سی | مری نزدیک بیہوشی ہی بہتر ہوشیاری سی
زبان کہولینگی مجہ پر زبان کیا یہ شعاری سی | کہ مینی خاک بہردی اونکی موہنہ مین خاکساری سی
ہوا گر وہ شوخ خودنما سرگرم آرایش | اوٹہا تا ہاتہہ خورشید فلک آئینہ داری سی
خبر کیا پوچہتی ہو اپنی بیمار محبت کی | کہ نوبت دم شماری کی تہی شب اختر شماری سی
جو پوچہی زاہد خشک اپنی دامن کی تری | اگر پرہیز کی پوچہی کہون پرہیزگاری سی
کبہی جو سر اوٹہایا ہی تو جون اشک سر مژگان | زمین کو جا لگا سر جہک کی ناشرمساری سی
قفس کہولی اوڑی اور پیر مضطرب نہ ہی | خبر گل کی سنی اوڑتی ہی گرباد بہاری سی
نہین جاتی اوٹہائی بار کاوش اونکی عوض آنی | مری چہاتی پہ پتہر سنگدل وچار بہاری سی
لگی ہی گر زمین سی پیٹہہ تیری تفتہ جانونکی | تو مثل برق اوٹہہ بہاگین گے پہر بیقراری سی

نہین آتا نہ آئی رحم ذوق اوس ستمگر کو
بلا سی خوش تو ہوتا ہی وہ میری آہ وزاری سی

اشعار متفرقات مثنوی

جا ہی نام اوسیکا ای خامہ	زینت نامہ زیب سر نامہ
کلک اوسکی نمونہ قدرت کا	تک قلمدان ہنر صنعت کا
سرخ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرع نالا	مصرع قد سرو پر بالا
کی عطا نو خطونکو کلک ادا	کیا عاشق کو تختہ مشق جفا
ساقیا جلد اوٹھہ درنگ نکر	عرصہ مطلب کا دیکھہ تنگ نکر
طاق سی تو اوتار لی شیشہ	طاق پر رکھہ کتاب اندیشہ
شیشہ می کی ہہ دراز زبان	اور پہر یہہ ستم کہ بند دہان
مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جہوم جہوم ایسی بادل آنی لگی	پاون توبہ کی لڑکہڑانی لگی
کردی یہانتک مجھی نشہ مین چور	تا کہ مانند خوشہ انگور
دلکی ساری پہپولی پہوڑ دہین	نکتہ باقی کوئی نچہوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی
بستر رنج و کنج تنہائی	رات کیا آئی ایک بلا آئی

شام سی حال ہی یہ صبح تلک
نہیں لگتی مری پلک سی پلک

کیون نہیں بولتی سحر کی طیور
کیا شفق نی کہلا دیا سیندور

جان بیتاب جیسی بیکل برق
وہ بہی گرم رہِ فنا کا برق

نبضین چہوٹی ہوئین غشی طاری
ایک فرقت ہزار بیماری

دل سی رخصت ہی تاب و طاقت کی
بیقراری نی استقامت کی

ہوس سیر باغ ہی کسکو
دل ہی کسکو دماغ ہی کسکو

کاٹ کہانیکو دوڑتا ہی گہر
سنگ دیوانہ بنگیا ہی گہر

ہو چکی دل کی اپنی عشق مین خیر
رہوین دریا مین اور مگر سی بیر

ماہ بیمہر بلکہ دشمن مہر
ہر ستم مین ستم شریک سپہر

فتنہ اوستاد نرگس فتان
گرد مژگان ہجوم شاگردان

رخ تعالی اللہ زلف جلّ علی
قد دہ سبحان ربّی الاعلی

زلف جنبان مین رخ کی بُرّاقی
کرتی مشائیون کو اشراقی

گو اشارتکلم نہ موہنہ سی سکہے
لیک جاری زبان ہر مو سی

مچہلی بازو کی ماہی دو لمین
غرقہ کش بحر خون سی مردم مین

کہم و ناف ازپی دل زار
رشتۂ کار و عقدۂ دشوا

رنگ پان لعل روح فزا پر — خون ثابت کری مسیحا پر

قطعہ خاتمہ

کیا وہ دنیا جسمین ہو کوشش نہ دینکی واسطی — واسطی وہانکی بہی کچہہ چاہیے یہان کیواسطی

ذوق عاصی ہی تو اسکا خاتمہ کیجو بخیر — یا الہی اپنی ختم المرسلین کے واسطی

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع حمد وافر اوس خدای کارساز کو سزاوار کہ انسان ضعیف البنیان کو گویا کیا ساتہہ کلمات واضحات کی اور نعت اوس رسول واقف راز بی نیاز کو شایان کہ موید تہے ساتہہ حجج بینات کی اما بعد کہتا ہی بندہ امیدوار مغفرت ایزد منان محمد حسین خان تحسین مہتمم مطبع مصطفائی دہلی کا کہ یہہ عاجز مدت مدید سی آرزومند تہا کہ کلام فصاحت نظام حضرت اوستاد ملک الشعرا خاقانی ہند الموسوم بشیخ محمد ابراہیم المتخلص بہ ذوق کا مطبوع ہوکر باعث اشاعت نام اوستاد مرحوم موصوف و نیز فرحت بخش دل مشتاقان و قوت دہ قلب ناظرین ہو لاکن یہہ مطلب اس عاجز کا حین حیات اونکی مین باعث موانعات چند در چند و بسبب عدم فرصتی اصلاح دادن غزلیات وغیرہ حضرت ابوظفر شاہ ہند حاصل نہوا اور طبیعت میری متأمل تہی بلکہ بیقرار رہی اور چونکہ دیوان اوستاد مرحوم کا مرتب نہوا تہا صرف مسودات متفرقات موجود تہی سو وہ بہی ایام غدر مین تلف ہوگئی اس نحیف کو کمال اضطراب ہوا کہ اب سر نو میسر کیونکر حاصل ہو اور دعا دلی کستلو بارگاہ مجیب الدعوا

مستجاب اور کون درباب فراہمی وطبع دیوان مذکور جستجو وجابجا نگاہی کرتا کہ ناگاہ یاوری بخت
وخوبی قسمت میری سی جناب حافظ غلام رسول صاحب متخلص بہ ویران کہ شاگرد رشید استاد
مرحوم کی ہین اور برسون تک شب و روز در خدمت فیضدرجت استاد مرحوم مین باستفادہ و اشتغال
شعر وسخن اوقات عزیز بسر کی قصبۂ پانی پت سی رونق افروز شہر دہلی ہوئے باتفاقات حسنہ سے اس
بندہ سی بہی ملاقات ہوئی اونسی جو یہہ راز دل افشا کیا گیا تو حافظ صاحب ممدوح نی فرمایا کہ سرانجام
فراہمی اسکا ذمہ میرا ہی اسلئی کہ ایک عرصۂ مدید تک لیل و نہار تادم حیات استاد کی خدمت مین
رہتا تہا اور جو شعر زبان مبارک سی فرماتی تہی اوسکو گوش دل سی سنکر وچشم باطنی سی دیکہکر حفظ مثل
نقش کالحجر کر لیتا تہا کہ ابتک بہت یاد ہی اور کچہہ تحریف نہین ہوئی ہی ہرگاہ کہ جناب حافظ صاحب
ممدوح نی یہہ بیان کیا نہایت اس احقر کو خوشی حاصل ہوئی اور دل بی تسکین کو گونہ تسلی اور بہ ترغیب
وتحریص حافظ صاحب موصوف کی شیخ محمد ابراہیم صاحب وغیرہ تاجران دہلی کو واسطے طبع دیوان
کی ازحد آمادہ و سرگرم پایا تو یہہ دیوان بسعی مرزا امو جانصاحب مہتمم مطبع احمدی واقع شاہدرہ
دہلی و بہ کوشش بی پایان شیخ محمد ابراہیم لاہوری و شیخ محمد حسین و شیخ محمد عظیم صاحبان تاجران
دہلی ادام اللہ منفعتہم و بحسن سعی ترتیب و تالیف و اجازت دہی مولفان یعنی جناب حافظ صاحب
مرقوم الصدر و جناب سید ظہیر الدین معروف بہ نواب میرزا صاحب متخلص بہ ظہیر و جناب سید امیر مرزا
متخلص بہ انور شاگردان استاد غفر اللہ لہ سید امراؤ میرزا صاحب خوشنویس معروفہ بالا سی

لکھوا کر اور یہ نقاشی میاں خدا بخش نقاش لاثانی رشک پرند مانی کروا کر اور مقابلہ و تصحیح
شیخ حفیظ اللہ صاحب سلمہ داگر متخلص بہ حفیظ ولد میاں محمد بخش مرحوم دہلوی شاگرد حافظ صاحب
ممدوح کہ جو جو غلطی کاپی اور جزوہای طبع شدہ میں برآمد ہوتی تھی درست کرتی تھی اور بکمال
دقت صحت بجا لاتی تھی اور سوای تصحیح و تنقیح کی کچھ کار دیگر نتھا اور جو جو جیسا زبان مصنف
سی ادا ہوا تھا حتی الوسع صحیح کرتی تھی درست او صحیح کرا کر طبع کروایا اور بعض اشعار کہ بمقتضای
بشریت حافظ صاحب کی قوت حافظہ میں نرہی اور دونوں مولفین موصوفین کو بھی یاد نہ تھی
اور نہ کہیں سی دستیاب ہوئی سو باعث امر ناچاری مندرج دیوان نہیں ہوئی
چنانچہ اکثر غزلیات ناتمام بر لفظ ناتمام لکھدیا گیا ہی واسطی اطلاع ناظرین دیوان کی یہ سبب
حال داخل خاتمہ کیا گیا فقط × ××× **قطعہای تاریخ انطباع دیوان**

قطعہ تاریخ از سر جوش طبع درست حافظ غلام رسول صاحب ویران

چون بسعی شیخ ابراہیم ابن نور بخش × طبع شد دیوان ابراہیم ذوق پاک مرد کلک خامہ مشکین رقم
تحریر سال طبع او × نسخہ گلزار ابراہیم والا جاہ کرد ۱۲۷۹ **ولہ ایضا** مطبوع ای ویران چو شد
دیوان ابراہیم ذوق × از معنی رنگین او گلہای گوناگون شگفت ہر بہر دم بحسب فکر سر از بہر سال
طبع دل کلک گلدستہ گلزار ابراہیم ذوق زیبا طرح گفت ۱۲۷۹ **ولہ ایضا** در تالیف کلام ذوق
فراہم ہوا جو ای ویران ہر تو ذوق اہل مذاق سخن دوچند ہوا × قلم نی یوں سر قرطاس

کی رقم تاریخ × وفور ذوق سی طرفہ کلام ذوق فزا ۱۲۷۱ **قطعۂ تاریخ از نتائج افکار در ر نثار**

میان نواب مرزا صاحب متخلص بہ داغ شاگرد ذوق جبکہ استاد کا کلام چھپا

فکر تاریخ مین تہی طبع سلیم × یکبیک داغ مجھکو ہاتف نی × دی ندا ہی یہ نظم ابراہیم ۱۲۷۹

ولہ ایضا چو دیوان نور علی نور ذوق × مجلی شدہ صورت شمع طور ×× صفا کا غدش

روی صاف پری ×× سواد و مدادش چو گیسوی حور × خجل میکند مطلع صبح را ×× بنور سفینہ

بین السطور × برقم پی فکر تاریخ او ×× ندا داد ہاتف بیاض سرور ۱۲۷۹ **قطعۂ تاریخ چکیدۂ**

خامۂ فکر صائب سید ظہیر الدین صاحب متخلص بہ ظہیر ہوا مطبوع جب دیوان

استاد × بہار گلشن گلہای معنی × ظہیر آئی ندای غیب مجھکو × کہ ای دردی کش

صہبای معنی ×× تامل کیا ہی لکھدی سال تاریخ × بیان ذوق ہی دریای معنی ×× ۱۲۷۹

قطعۂ تاریخ طبع زاد میان حفیظ اللہ صاحب متخلص بحفیظ شاگرد دیران

وہ چہ زیبا طبع شد دیوان ذوق × کس ندیدست اینچنین باغ و بہار × خواستم از دل چو

تاریخش حفیظ ×× بی تامل گفت بین باغ و بہار × ۱۲۷۹ ×× | **اشتہار**

واضح باد کہ دیوان ذوق مولفۂ حقر العباد ان غلام رسول ویران و ظہیر الدین ظہیر

و امراو میرزا را از روی قانون یازدہم سنہ ۱۸۲۵ء بغیر اجازت ما مولفان ہیچکس

بطبع ثانی نیارد و الا مواخذہ خواہد شد المشتہر غلام رسول و ظہیر الدین و امراو میرزا شاگردان ذوق